[illegible]

16/8/85

੧ ਓ ਵਾਹਿਗੁਰੂ ਜੀ ਕੀ ਫ਼ਤਹਿ ॥

جپُجی صاحب

کا

سلیس

اُردُو ترجمہ

— از —

جسونت سنگھ حیات پوری کشمیر

SHRI JAPJI SAHIB URDU TRANSLATION

BY

S. JASWANT SINGH "HAYATPURI"
COUNSEL SALES TAX DEPTT. SRINAGAR

نام :- جپ جی صاحب کا اُردو نثری ترجمہ

ترجمہ کار: سردار جسونت سنگھ (کونسل سیلز ٹیکس سرینگر)

مجھے یہ جان کر از حد مسرت ہوئی ہے کہ سردار جسونت سنگھ جی حیات پوری نے نہایت محنت اور لگن سے شری گورو نانک دیو جی مہاراج کے ربی کلام جپ جی صاحب کا سلیس اُردو زبان میں مدلل اور آسان ترجمہ کیا ہے۔ میں نے بڑے شوق سے اس کا مطالعہ کیا اور اس کی ہر پوڑی کے ترجمہ کو بے حد پسند کیا۔ ہر سکھ بھائی اور خاص کر اردو جاننے والے حضرات سے استدعا ہے کہ اس ترجمہ کو پڑھ کر گورو صاحب کے کلام الٰہی سے فیض یاب ہوں +

(دستخط) ڈاکٹر موہن سنگھ شانت ایم، ایس،
سرجن سپیشلسٹ۔ سرینگر۔

بارِ اوّل ... ۱۰۰۰ جلد

قیمت: بیس ۲۰ روپے

ملنے کا پتہ: - ۴۵۰ - جواہر نگر۔ سرینگر (کشمیر)

فوٹو لیتھو ورکس۔ سیماپوری شاہدرہ دلی خوشنویس: کے این آر، جواہر نگر سرینگر

بھینٹ

اپنے محترم والدین سی پوتر
آتماؤں کو جن کی پیار و شفقت
کا صدقہ بچپن میں سری گورو نانک دیو
جی کی جنم ساکھی پڑھنے کا ذوق و شوق
اجاگر ہوا اور ازاں بعد گورو بانی کی لو
سے یہ ترجمہ لکھنے کا اہل ہوا۔

اظہارِ تشکر

ان گورمکھ کرم فرماؤں کا نہایت صدق
دل سے ممنون و مشکور ہوں۔ جنہوں نے
اس عظیم مقدس کتاب کو چھپوانے کے لئے حوصلہ
افزائی کی۔ خاص کر سردار نانک سنگھ جی دتہ صدر
و ڈاکٹر دلجیت سنگھ جی ایم۔ڈی، ڈی۔سی۔ایچ چائلڈ
سپیشلسٹ نائب صدر کشمیر سکھ سبھا ایک سبھا سرینگر
و گوردوارہ پربندھک کمیٹی ضلع سرینگر و سردار منجیت سنگھ
جسپال سنگھ جی آف پی ایم برادرس سرینگر و سردار
خوشحال سنگھ جی ممبر مرچنٹ راج باغ سرینگر اور ڈاکٹر
موہن سنگھ سیٹھی گوگجی باغ سرینگر ان کے علاوہ جموں و کشمیر کلچرل اکاڈمی سرینگر
کا مالی امداد دینے کے لئے تہ دل سے شکر گذار ہوں۔

جسونت سنگھ حیات پوری

اک اونکار ست گورو پرساد

تمہید

جپ جی صاحب سکھ دھرم کے بانی سری گورو نانک دیو کا پاک کلام ہے۔ یہ پاکیزہ اولین کلام سکھ دھرم کا فلسفہ وضابطہ حیات ہے۔ ہر سکھ علی الصباح (نور کے تڑکے یعنی اَمرت ویلے) اس پاک کلام کا سمرن (وِرد) کرتا ہے اور اِس میں محو ہو کر زندگی میں شادمانی محسوس کرتا ہے۔ عقیدت مند دل وجان سے اس کا سمرن کرتے ہیں اور اعلیٰ انسانی قدروں کے احساس سے سرشار رہتے ہیں۔ یہ بانی ہر دو عالم کے سُکھ چین کا سرچشمہ ہے۔ اِس کی ۳۸ پوڑیاں ہیں جو زینہ بہ زینہ (ہر پوڑی سے) خدائی عظمت اُجاگر ہوتی ہے اور عرفان کی نُورانی کرنوں سے اِنسان کو منور کرکے سچ کھنڈ (وصلِ خدا) کی منزل سے ہمکنار کرتی ہیں جسے اِنسان رُوحانیت کی سچّی منزل سے فیض یاب ہو جاتا ہے۔

دُنیائے عالم کی عظیم ترین ہستی گورو نانک دیو جی کے اس پاک کلام (جپ جی صاحب) کا متعدد زبانوں میں کئی بار ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ سنسار کے سب لوگ اس مقدس عرفان اور روحانی کلام سے مُستفید ہوں اور آپسی بھائی چارہ۔ پیار و آشتی۔ ہم آہنگی۔ مذہبی رواداری و قومی یک جہتی جس کی آج کے دَور میں سب سے زیادہ ضرورت ہے کو زیادہ سے زیادہ تقویت ملے۔

یہ اکال پُرکھ (خدا) کا فضل و کرم ہے کہ مجھ ناچیز کو بھی اس پاک و پوتر کلام (جپ جی صاحب) جس سے کہ آدھ سری گورو گرنتھ صاحب کا آغاز ہوا ہے کا سلیس اُردو زبان میں ترجمہ کرنے کی توفیق ملا ہے تاکہ سکھ صاحبان کے علاوہ زیادہ سے زیادہ اُردو جاننے والے حضرات اِس علم معرفت کے پاک کلام سے جو کہ گوربانی کے آدھار پر نوشت کیا گیا ہے سے مُستفید ہوں۔ محدود علم ودانشت کے باعث ترجمہ میں کئی خامیاں رہ گئی ہوں گی۔ کیونکہ سری گورو نانک دیو جی کے ربی کلام کا ترجمہ کرنا آسان کام نہیں اُمید ہے کہ جو کبھی کوتاہی رہ گئی ہو اُسے درگذر کرکے اپنی رائے دیکر آیندہ اشاعت کو زیادہ مرکب بنانے میں مدد کریں گے جس کے لئے تہِ دل سے مشکور رہوں گا۔ جپ جی صاحب کے ترجمہ سے قبل سری گورو نانک دیو جی کے زندگی کے حالات مختصر انداز میں درج کئے گئے ہیں۔ تاکہ قارئین حضرات سماج سدھار کے بارے میں ہر پہلو میں واقفیت حاصل کریں۔ جپ جی صاحب کی ہر پوڑی کا ترجمہ اس کے عین مقابل صفحہ پر دیا گیا ہے تاکہ ترجمہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

جسونت سنگھ بی۔ اے

ریٹائرڈ سیلز ٹیکس آفیسر سرینگر (حال کونسل سیلز ٹیکس سرینگر)



VICE PRESIDENT OF INDIA
NEW DELHI
CAMP SRINAGAR
30-9-1983

آج سے ٥٠٠ سال قبل ہندوستان گمراہی میں گرفتار تھا۔ اُس وقت غیرتِ حق کو حرکت ہوئی اور ایک مردِ کامل ہندوستان میں پیدا ہوا۔ جس نے وحدانیت کا نیا سبق پڑھایا۔ مذہبوں کے توہمات ختم ہوئے۔ نیک اعمال سکھلائے اور نجات کا راستہ دکھایا۔

گورونانک دیوجی صاحب کے خیالات کا نچوڑ جپ جی صاحب میں ہے۔ جپ جی صاحب کے کئی ترجمے ہیں میں نے قریب قریب سب اُردو انگریزی کے ترجمے پڑھے ہیں۔ سردار جسونت سنگھ صاحب حیات پوری نے بھی ایک نیا ترجمہ عوام کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ میں نے اس ترجمہ کو نہایت شوق سے پڑھا اور پسند کیا۔

میں نے خود گورونانک دیوجی پر مضامین اُردو اور انگریزی میں لکھے ہیں۔ مگر جس خوبی سے یہ کتاب مُرتّب ہوئی ہے اُس کی میں داد دیتا ہوں اور تہِ دل سے مُبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اُمید ہے یہ جلد شایع ہوکر عوام تک پہنچ جائے گی۔

حکومتِ ہند و نیز حکومت کاشمیر کو مالی امداد دے کر اس کام کو تکمیل تک پہنچانا ضروری ہے۔

دستخط: ہدایت اللہ

نائب صدر۔ جمہوریہ ہند

CHIEF MINISTER
JAMMU & KASHMIR
SRINAGAR
20 — X — 83

گورونانک دیوجی عالم انسانیت کے ایک بڑے محسن تھے۔ اُن کا پیغام انسانیت، بھائی چارے، اخوت اور روا داری کی روشن قندیل ہے جس کی ضیا پاشی سے اندھیروں میں روشنی جگمگا اُٹھی ہے۔

جپُ جی صاحب سکھ دھرم کا صحیفہ مقدس ہے۔ اس مقدس صحیفے کو اُردو سانچے میں ڈال کر سردار جسونت سنگھ جی حیات پوری نے ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ کیونکہ اس طرح گوروجی کا پیغام اُن لوگوں تک بھی پہنچ جائے گا جو پنجابی نہیں جانتے۔

مجھے اُمید ہے کہ اہلِ نظر لوگ اس کتاب کی قدر کریں گے۔

دستخط۔ (ڈاکٹر) فاروق عبداللہ

وزیر اعلیٰ جموں و کشمیر

گورُونانک جی کے پاک کلام جپُ جی صاحب کو عام فہم سلیس اُردو زبان میں منتقل کرنے کے لئے میں سردار جسونت سنگھ جی کو دِلی مُبارکباد دیتا ہوں تاکہ سنسار میں ہندو مسلم سکھ عیسائی اس مقدس پاک اور روحانی کلام سے فائدہ اُٹھائیں۔ گورونانک دیوجی وحدانیت کے پرستار تھے۔ اپنے کلام میں ایک ہی خدا کے صفات کو بیان کیا ہے۔ اُن کی تعلیم کسی خاص مذہب کے لئے نہیں تھی بلکہ ہر انسان میں انسانیت پیدا کرنے کا ایک موجب ہے۔ یہ بہت ہی اچھا قدم سردار جی نے گورُوجی کی جیون کے بارے میں عام لوگوں کو سادہ اور سلیس اُردو میں سمجھانے کے لئے اُٹھایا ہے اس سے عام لوگ حقیقت کی پہچان کرتے ہیں اور اس بات کے لئے سردار جسونت سنگھ جی مبارک کے مستحق ہیں۔

دستخط (آر۔ کے۔ گنجو) پرنسپل ڈی۔ اے۔ وی انسٹی ٹیوٹ جواہر نگر سرینگر کشمیر 24. X. 83

تاریخ کے ایسے ادوار میں جب الحاد، بے لیقینی اور گمراہی کی تاریک قوتیں انسانی معاشرے پر مسلط ہونے کی کوشش کرتی رہی ہیں اور صدیوں کی قدروں کو خطرہ لاحق ہوا ہے روشنی کے پیغمبر وجود میں آتے رہے ہیں جنہوں نے اپنے خونِ جگر سے انسان دوستی۔ اخوت۔ محبت اور پاکیزہ خیالی کے چراغ روشن کئے ہیں اور زندگی کی فضائیں روشن ہوگئی ہیں۔ گورونانک دیوجی ہندوستان کی سرزمین کی ایسی ہی محبوب اور محترم ہستی ہیں جنہوں نے مسلسل جدوجہد۔ ریاضت۔ نفس کشی۔ تیاگ اور پیار سے ایک بڑے روحانی اور مذہبی پیشوا ہوئے ہیں اور اپنے تعلیماتی اور مذہبی افکار سے لوگوں میں انسان دوستی اور خدا پرستی کا جذبہ پیدا کیا۔

گورونانک دیوجی کے مذہبی افکار اور تعلیمات اُن کے مقدس کلام جپُ جی صاحب میں مندرج ہیں۔ یہ پنجابی زبان میں مرقوم ہے۔ اس کے کئی ترجمے کئے گئے ہیں۔ خاص کر اس کے انگریزی ہندی اور پنجابی کے ترجمے مقبول ہیں۔ اُردو میں اس کا منظوم ترجمہ خواجہ دل محمد صاحب نے کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ اس کا نثری ترجمہ کیا جائے جو سادہ رواں اور عام فہم ہو تاکہ جپُ جی صاحب کے پاکیزہ خیالات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچیں اس ضرورت کو پُورا کرتے ہوئے سردار جسونت سنگھ جی حیات پوری نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور گوروصاحب کے اس کلام (جپُ جی) صاحب کو اُردو میں منتقل کیا ہے۔ جسونت سنگھ پنجابی اور اُردو پر عبور رکھتے ہیں۔ اُنہوں نے بڑی محنت اور لگن سے ترجمے کو اصل پنجابی کے قریب رکھنے کی کوشش کی ہے۔ جس کے لئے میں سردار صاحب کو اس نیک کام کے لئے دلی مُبارک باد دیتا ہوں۔

آج کے دَور میں جبکہ مشینی اور مادی ترقیات نے انسان کو اپنی باطنی زندگی سے لاتعلق کر دیا ہے۔ سردار جی کا یہ اقدام کہ گورونانک دیوجی کی بانی کو اُردو کی صورت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔ ایک کارِ ثواب ہے اور پوری انسانیت کے لئے باعث برکت ہے۔

۱۶ ستمبر ۱۹۸۴ء

(دستخط) ڈاکٹر حامدی کاشمیری پی۔ ایچ۔ ڈی

پروفیسر شعبۂ اُردو کشمیر یونیورسٹی سرینگر

جپ جی صاحب سکھ دھرم کی اہم ترین تخلیق مانی جاتی ہے۔ گورو نانک دیو جی مہاراج کی اس بانی (پاکیزہ کلام) کو سکھوں کے مقدس گورو گرنتھ صاحب میں اولین مقام دیا گیا ہے۔ ہر سکھ کو ہدایت ہے کہ وہ بلا ناغہ ہر صبح سویرے بانی کا پاٹھ (وِرد) کرے۔

جپ جی صاحب کی ۳۸ پوڑیاں (سیڑھیاں) ہیں۔ شروع شروع اور آخر میں ایک ایک شلوک ہے۔ اس بانی کے آغاز میں دی گئی بانی کو مُول منتر کہا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں بنیادی اصول جس میں کہ خدا (ایشور) کا سروپ دیا ہے اور اُس کا حصول سکھ دھرم میں بنیادی بات تسلیم کی گئی ہے۔

جُپ جی صاحب میں آئی بانی کا نچوڑ یہ ہے کہ انسان خُدا سے بچھڑ کر بھٹک رہا ہے۔ خُدا اور بندے کے درمیان یہ دُوری اُس کی رضا میں رہ کر مٹ سکتی ہے۔ خدا کی یاد میں محو ہونے کی برکت سے انسان ہر جگہ ایشور کو ہی پاتا ہے۔ جس سے اس کا من کھل جاتا ہے۔ اور وہ آہستہ آہستہ بلند مرتبہ پاتا ہے۔ پس وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو ایشور کی رضا میں چل کر سُرخرو ہو جاتے ہیں اور اُن کے دل میں پیار محبت اور اخوت کے جذبات گھر کر لیتے ہیں۔ مُرشد کی بخشش سے ہی انسان یہ سب کچھ پا سکتا ہے۔

میں اُوپر کہہ آیا ہوں کہ جپ جی صاحب کو آدھ گورو گرنتھ صاحب میں اولین مقام دیا گیا ہے۔ گورو گرنتھ صاحب (SECULARISM) مساوات کی عظیم مثال ہے۔ اس مقدس گرنتھ صاحب میں سکھ گورو صاحبان کے علاوہ کئی بھگتوں (خدا پرستوں) کی بانی بھی شامل کی گئی ہے جس میں ایسے خدا پرست بھی ہیں جن کا تعلق ایسی ذاتوں سے تھا جنہیں اچھوت کہا جاتا ہے اس فہرست میں کم از کم چار مسلمان بھی ہیں جیسے بابا فرید جی بھیکن، ستا اور بلونڈ ہیں۔ گورو ارجن دیو جی ایسا کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ روحانی علم کسی خاص فرقے یا ذات کی اجارہ داری نہیں اور اُونچ نیچ اور ذات پات کے تفرقات کے خلاف آواز بلند کرنا چاہتے تھے۔

ایک بات صاف ہے کہ گورو نانک دیو جی کی بانی عام طور پر نہایت مشکل ہے جب کہ جُپ جی صاحب تو اُن سب سے زیادہ کٹھن ہے۔ اُس زمانے کی پنجابی زبان کا رنگ روپ بہت مختلف تھا۔

سردار جسونت سنگھ جی حیات پوری نے بڑی لگن اور محنت کا ثبوت دے کر

جپُ جی صاحب کا آسان اُردو زبان میں ترجمہ کرکے ایک نہایت ہی نیک اور ثواب کا کام کیا ہے۔ مجھے پُورا بھروسہ ہے کہ آپ کی محنت پھل لائے گی اور سینکڑوں لوگ اس کارآمد ترجمہ سے مستفید ہوں گے اور اپنی زندگی کو روحانی اور سماج کی سیوا کے جذبے کے سانچے میں ڈالیں گے۔

میں حیات پوری جی کو اس بھرپور محنت کے لئے مبارکباد دیتا ہوں اُور امید کرتا ہوں کہ وہ آیندہ گوربانی میں اپنی دلچسپی جاری رکھ کر اس سمت میں اور مفید کام کریں گے۔

5. 2. 84

دستخط۔ ہربنس سنگھ آزاد

۹۔ بی۔ سی گاندھی نگر جموں

(سابقہ وزیر تعلیم جموں وکشمیر)

شری جپُ جی صاحب مصلح اعظم توحید اور قومی ایکتا کے علمبردار بابا گورو نانک دیو جی مہاراج کا اُچارن کیا ہوا ربی کلام ہے جس کا لاکھوں لوگ صُبح سویرے جاپ یا وِرد کرتے ہیں۔ گورو نانک دیو جی کے سِکھوں کا یہ وِرد سحری ہے۔ یہ وہ جپُ یا وظیفہ ہے۔ جس سے وِرد کرنے والے کو تسکینِ قلب حاصل ہوتی ہے اور وہ محسوس کرنے لگتا ہے۔ کہیں واحدِ لاشریک خداوند کریم کے پاک نام کا وِرد کرکے ہی زندہ ہوں۔ تب ہی اس (پاک بانی) کلام کا نام جپُ جی صاحب ہے یعنی "جپُ وظیفہ کا وِرد کر اور زندہ رہو"۔

سِکھ اہلِ کتاب ہیں ان کی مقدّس کتاب گورو گرنتھ صاحب ہے جس کے پہلے صفحے پر شری گورو نانک دیو جی مہاراج کا یہ پاک کلام درج ہے۔

ہماری یہ دیرینہ تمنّا تھی کہ ریاست جموں وکشمیر کے عوام الناس تک سری گورو نانک دیو جی مہاراج کے ربی کلام جپُ جی صاحب کو کشمیر کے ہی عالم و فاضل قلم کاروں کے ذریعہ ترجمہ کرواکر پہنچایا جائے۔ واہگورو۔ پرماتما۔ قادر کائنات نے ہماری اس نیک آرزو کو پورا کیا۔ پہلے کشمیری زبان کے نامور شاعر محترم فاضل کشمیری نے جپُ جی صاحب کا کشمیری زبان میں منظوم ترجمہ کرکے شایع کیا اور اب سردار جسونت سنگھ جی بی۔اے حیات پوری ریٹائرڈ سیلز ٹیکس آفیسر (حال وکیل سیلز ٹیکس) جواہر نگر نے مشیت ایزدی سے یہ بیڑا اُٹھایا اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ ہر دو حضرات نے ہم جیسے ناچیز کی اس اہم قابلِ قدر

اور تواریخی کارنامے میں حمایت اور رہبری حاصل کی۔ مالک خالق کا کروڑوں بار ہماری گنہگار زبان شکریہ ادا کرتی ہے کہ ہم نے ان دونوں قلم کار حضرات کی اپنی فہم و فراست کے مطابق فرمائش پوری کی اور ان کا اس کارِ خیر میں ہاتھ بٹایا۔

سردار جسونت سنگھ جی کے اس نثری ترجمہ جپُ جی صاحب کا ہم نے بڑی گہرائی سے مطالعہ کر کے اِس پر نظرِ ثانی کی۔ اور اس کو گوربانی کی فلاسفی اور گورمت نظریہ کے عین مطابق پایا۔ ہم حیات پوری جی کے اس کارِ خیر کو ایک اہم کارنامے سے کم تصور نہیں کرتے ہماری ارداس ہے کہ حیات پوری جی اس مگن میں مگن ہو کر گورمت کا پرچار کرتے رہیں اور ایک عالم باعمل کی زندگی بسر کریں۔

آخر میں ہم تمام ذی ہوش گورمکھ بھائیوں سے استدعا کریں گے کہ وہ جپُ جی صاحب کے اس نثری ترجمہ کا جہاں خود مطالعہ کر کے گوربانی سے فیض یاب ہوں وہاں اپنے غیر سکھ احباب کو بھی اس قابل قدر ترجمہ کی ایک ایک کاپی بھینٹ کر کے گورونانک دیو جی کی پھیلائی ہوئی عرفان کی نورانی کرنوں سے منور کرائیں تاکہ ملک کے تمام مذاہب کے پیروکاروں کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور ایک دوسرے کو سمجھنے میں یہ ربی کلام مددگار ثابت ہو۔ تب ہی سنت ونوبھا بھاوے نے اپنے ترجمہ جپُ جی صاحب میں لکھا ہے: "میں چاہتا ہوں کہ اس کا گہرا تاثر ہندوستان کے لوگوں کے من پر پڑے"۔

گوربانی کا پرچار ہی سب سے افضل کارِ ثواب ہے۔

کومل کٹیا الوچہ باغ۔

یکم نومبر ۱۹۸۳ء (دستخط) **گیانی کرتار سنگھ کومل**

ایڈیٹر کرم ویر سرینگر سابقہ ایڈیٹر اخبار شمشیر سرینگر

مجھے یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی ہے کہ سردار جسونت سنگھ جی بی۔ اے نے نثری گورونانک دیو جی کے پاک کلام کے شاہکار جپُ جی صاحب کا کشمیر میں پہلی بار اردو زبان میں ترجمہ کر کے نہایت نیک کام کیا ہے۔ اُس کے لئے ہم ان کو تہِ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ ہر سکھ خصوصاً اور اُردو جاننے والے اصحاب عموماً خدا پرستی کے اس انمول تحفہ سے فیض یاب ہوں گے۔ دستخط: گیانی جسونت سنگھ

ہیڈ گرنتھی۔ گوردوارہ سری چھٹی پادشاہی کاٹھی دروازہ سرینگر۔

۲۲ ستمبر ۱۹۸۳ء

اِک اونکار ست گور پرساد

بانی گورو ہے بانی وِچ بانی امرت سارے گورو بانی کہے سیوک جن مانے پرتکھ گورو نستارے۔

تاریخ اس امر کی گواہ ہے اور سکھ گورو صاحبان کا فرمان ہے کہ سب گورو صاحبان میں ایک ہی جوت (نور) منتقل ہوتی رہی ہے جو دائم و قائم رہے گی اور اب یہ جوت گورو مہاراج کی صورت میں سکھوں کے مقدس گرنتھ گورو گرنتھ صاحب کے الٰہی کلام کے مجموعہ میں موجود ہے اور تاابد رہے گی۔

جُپ جی صاحب سری گورو نانک دیو جی مہاراج کی تصنیف ہے۔ یہ الٰہی کلام سکھوں کے دھارمک گرنتھ گورو گرنتھ صاحب کے پہلے صفحات پر درج ہے۔ سکھ ہدایت ناموں (رہیت ناموں) میں گورو مہاراج کی ہدایت ہے کہ ہر سکھ روزانہ بلا ناغہ (اَمرت ویلے) اس الٰہی کلام (گوربانی) جُپ جی صاحب کا پاٹھ ضرور کرے۔ پوتر اَمرت تیار کرتے وقت جو الٰہی بانیاں (گور بانیاں) پڑھی جاتی ہیں اُن میں جپ جی صاحب اولین ہے۔

یہ کتاب سکھ عوام کی دُعائے سحر کے پاک کلام جُپ جی کا ترجمہ ہے۔ کافی عرصہ سے یہ بات شدّت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ کوئی سجن اس الٰہی کلام جُپ جی کا ترجمہ آسان اُردو نثر میں کرے تاکہ اس پاک کلام سے ہر انسان فیض حاصل کرے۔ مقام خوشی ہے ہمارے فاضل دوست سردار جسونت سنگھ جی بی۔ اے حیات پوری نے اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لیے جُپ جی صاحب کا آسان اُردو نثر میں ترجمہ کرکے ہماری برسوں دیرینہ خواہش کو پورا کیا ہے۔

حیات پوری جی نے اس ضمن میں کافی کھوج کی ہے اور گوربانی کے ہر پہلو کو گور عقیدہ کے مطابق نہایت ماہرانہ قابلیت سے اس مقدس فریضہ کو انجام دیا ہے جس انتھک محنت پریم اور لگن سے جُپ جی صاحب کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ وہ قابل داد ہے جس کے لئے میں حیات پوری صاحب کو یہ مقدس فریضہ انجام دینے پر تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور ساتھ ہی پُر اُمید ہوں کہ گوربانی و رُوحانیت کے دلدادہ و قدردان احباب اس اچھے اقدام کی سراہنا کرتے ہوئے اُن کی قدر، حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کریں گے۔

دستخط موہن سنگھ ترمان۔ ایچھ ہامہ۔ بیرو

سابقہ ایم۔ ایل۔ سی (جموں و کشمیر)

۴ مارچ ۱۹۸۳ء

دو لفظ

جپُ جی صاحب سری گورونانک دیوجی کا پاک کلام ہے۔ اس پاک کلام سے گورو گرنتھ صاحب کا آغاز ہوتا ہے۔ گور بانی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ گورو صاحبان نے جو تعلیم دی اور بنی نوع انسان کے لئے جن اصولوں پر چلنے کی تلقین کی۔ اُس کا مفہوم جپُ جی صاحب میں پنہاں ہے۔

گورو نانک دیوجی وحدانیت کے پرستار تھے۔ اپنے کلام میں آپ نے اکال پُرکھ یعنی ایک خدا کی صفات کو بیان کیا۔ انسان کو اُس پر یقین رکھنے کا درس دیا۔ خدا کی بنائی کائنات میں اور انسانی وجود میں اُس کو جلوہ گر دیکھا۔

جپُ جی صاحب ہر سکھ کے لئے روزمرہ کی دُعا کا حصہ ہے۔ ہر انسان اس سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔ سردار جسونت سنگھ حیات پوُری نے اس کلام کا عام فہم زبان میں ترجمہ کر کے گورو نانک دیوجی کے پیغام اور تعلیم کو سمجھنے کے لئے قابلِ تحسین کام کیا ہے۔ گورو مہاراج کی تعلیم ہر بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس ترجمہ سے ہر شخص مُستفید ہوگا۔ جس کے لئے سردار جسونت سنگھ مُبارکباد کے مستحق ہیں۔

دستخط: سیوا سنگھ

ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج سرینگر

جپُ جی صاحب گورونانک دیوجی کا اولین پاک کلام ہے۔ جپُ جی صاحب کے کئی ترجمے کئے گئے ہیں۔ پنجابی زبان میں بھی کئی ترجمے ہو چکے ہیں۔ خواجہ دل محمد صاحب کا جپُ جی صاحب کا اُردو ترجمہ اپنی مثال آپ ہے۔ سردار جسونت سنگھ جی حیات پوُری نے بھی ایک نیا ترجمہ جپُ جی صاحب کا کیا ہے۔ میں نے اسے بڑے دھیان سے پڑھا اور محسوس کیا کہ سردار جی نے بہت محنت اور کھوج کرنے کے بعد قلم اُٹھائی ہے۔ جپُ جی صاحب کا آسان اُردو زبان میں کیا گیا۔ یہ ترجمہ گوربانی گرائمر، سکھ اصولوں اور جپ جی صاحب کے سنٹرل عقیدے کے بالکل عین مطابق ہے۔ جن پوڑیوں میں کئی ترجمہ کار غلطی سے چوک گئے ہیں۔

وہاں پر بھی سردار جی نے صحیح ترجمہ کر کے کامیابی حاصل کی ہے۔
سردار جسونت سنگھ جی کا یہ ترجمہ جہاں اردو پڑھے لکھے سکھوں کے لئے مفید ہوگا۔
وہاں ریاست جموں و کشمیر کے علاوہ ہندوستان کی باقی ریاستوں میں رہنے والے اردو پڑھے لوگ بھی مستفید ہوں گے۔
میں چاہتا ہوں کہ اس ترجمہ کو گوردوارہ پربندھک بورڈ چھپوائے اور غیر سکھوں میں مفت بانٹے تاکہ گورو نانک دیو جی کی تعلیم سے غیر سکھ بھی آگاہ ہو جائیں۔

دستخط: پروفیسر اندر سنگھ

12 — 7 — 83

(گورنمنٹ ڈگری کالج کٹھوعہ جموں و کشمیر)

REVENUE & LAW MINISTER

J & K.

SRINAGAR

20 — 2 — 84

انسانی ارتقاء کی امر کہانی ایک طویل داستان ہے اور سبق آموز بھی۔ مختلف منازل طے کرتے ہوئے یہ پایا گیا۔ کہ جب کبھی انسان انسانیت کے راستے سے کسی وجہ سے بھٹک گیا۔ تو درست سمت جانے کے لئے کسی مردِ کامل کی آواز سننے میں آئی۔ گورو نانک دیو جی ایسے ہی مردِ کامل ہیں جنہوں نے بھارتی عوام کو خوابِ غفلت سے جگایا۔ گورو صاحب کے خیالات اور سبق آموز باتیں جپ جی صاحب میں مندرج ہیں۔ اس پاکیزہ کلام کا اردو ترجمہ کر کے عام فہم زبان میں پیش کرنے کی سعی جو اس کتاب کے ذریعے کی گئی ہے۔ بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ آج کل کے دور میں ہماری سماجی زندگی میں الجھے ہوئے مسائل کے سلجھانے میں بے حد مددگار ثابت ہوگی۔
شری جسونت سنگھ جی کی یہ قابل قدر کوشش پرماتما کرے بار آور ثابت ہو

دستخط: پیارے لال ہنڈو

(منسٹر مال)



گورو نانک دیو جی

تاریخ ہند کا زمانہ وسطٰی ایک تاریک دَور تھا۔ ذات پات کے بھید بھاؤ سے انسان انسان سے الگ ہو کر رہ گیا تھا۔ اُونچی ذات کے لوگ نیچی ذات والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آپسی بھائی چارہ۔ بھید بھاؤ کے تفرقات کے کارن ختم ہو چکا تھا جس سے عوامی فلاح و بہبود کا کوئی امکان نہ تھا۔ افراتفری کی اس حالت میں ملک پر بیرونی حملے شروع ہو گئے۔ اِن پے در پے حملوں کی وجہ سے ملک میں اقتصادی اور معاشرتی بحران رُونما ہو گیا تھا۔ حملہ آوروں کی لُوٹ مار قتل و غارت گری اور ظلم و ستم سے انسانی زندگی غیر محفوظ ہو گئی تھی۔ اخلاقی گراوٹ کی وجہ سے سماجی قوتوں کا شیرازہ بکھر کر تار تار ہو گیا تھا انسانیت نیم جان ہو چکی تھی اور خلقِ خدا اس قہر سے دوچار تھی۔ کوئی بھی پُرسانِ حال نہ تھا۔ مذہب محض رسم پرستی تک ہی محدود ہو کر رہ گیا تھا اور جھوٹ۔ فریب۔ مکر۔ اور دھوکہ دہی کا ہر طرف بول بالا تھا۔

حق تو یہ ہے کہ دھرم جو انسانیت کا سرچشمہ ہے مفقود ہو چکا تھا۔ جس سے ملک اخلاقی۔ ذہنی اور جسمانی طور مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ اس ابتری کی حالت میں بس ایک رب کا ہی سہارا تھا۔ جبکہ عام اعتقاد ہے کہ جب بھی دھرم کی ہانی ہوتی ہے۔ دھرتی پاپوں

سے لدھ جاتی ہے تو خُدا دھرتی کی اصلاح کے لئے اپنے صالح کو بھیج دیتا ہے۔
تب سُنی پکار داتار پربھ گور نانک جگ مہ پٹھایا۔ (بھائی گرداس جی)[1]
(مطلب) تب دُکھی جنتا کی پُکار خدا نے سُنی اور گورو نانک دیو جی کو سنسار میں جلوہ گر کیا۔

اس طرح ملک کے اس تاریک دور میں ۱۴۶۹ء کارتک پورنماشی (جو اس وقت مُروج ہے) کو مہتہ کلیان داس جی بیدی کے گھر تلونڈی گاؤں میں جو اس وقت پاکستان میں ننکانہ صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ گورو نانک دیو جی کا اوتار (جنم) ہوا نانک جی کا نورانی چہرہ ہر دیکھنے والے کے دل میں تسکین و راحت بخشتا جسے اُن کے دل میں بار بار دیدار کی آرزو رہتی۔

خاندان کے پروہت ہر دیال نے جب نوزائیدہ نانک جی کا درشن کیا۔ تو اُس کی دُور رس نگاہوں نے بھانپ کر مہتہ جی سے کہا کہ نانک سنسار کی عظیم ترین ہستی ہو گی۔ دنیا کے سب لوگ اسے اپنا سمجھیں گے اور ان کی اُلفت سے بھرمن سرشار ہو گا۔

نانک جی کو سات سال کی عمر ۱۴۷۶ء میں پنڈت گوپال داس کے پاس ہندی ۱۴۷۸ء میں برج لال پنڈت کے پاس سنسکرت اور ۱۴۸۲ء میں مولوی قطب الدین کے پاس عربی و فارسی پڑھنے کے لئے بھیجا۔ لیکن جب نانک جی نے ان اُستادوں سے حرف ابجد کے معنی پُوچھے تو وہ دنگ رہ گئے کہ کم سن شاگرد کس قدر روشن دماغ ہے اور جب ہر اُستاد جواب دینے سے قاصر رہا تو نانک جی نے ہی اِن اُستادوں کو سمجھایا کہ الف سے مُراد" ایک ایشور۔ اکال پُرکھ۔ اللہ ہے اور اُ کے معنی اُوم۔ ا۔ اونکار ہے جو کہ واحد لاشریک اور خالق کُل ہے۔ یہ سُن کر اُستاد نانک جی کی بصیرت کے سامنے جُھک گئے اور اس طرح نانک جی کی عظمت کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی۔

بچپن میں والدین نے نانک جی کو مال مویشی چرانے کا کام سونپا۔ فرمانبردار پسر ہونے کے ناطے نانک جی نے یہ کام نہایت تن دہی سے نبھایا۔ لیکن اس دوران

---

[1] بھائی گرداس ست گورو کے سچے سکھ تھے۔ ۱۵۸۰ء میں سکھ دھرم قبول کیا اور سکھ دھرم کا بھرپور پرچار کیا۔ آپ کی تصنیف کو بلند مقام حاصل ہے۔ آدھ سری گورو گرنتھ صاحب کو پانچویں سکھ گورو ارجن دیو جی نے آپ سے ہی لکھوا کر اگست ۱۶۰۴ء میں ہرمندر صاحب میں پرکاش کیا اور بھائی بڈھا جی پہلے ہیڈ گرنتھی مقرر ہوئے۔ ۱۶۲۹ء میں گوئندوال میں بھائی گرداس جی نے رحلت فرمائی۔

بسا اوقات یادِ خدا میں مشغول رہتے۔

ایک روز جب نانک جی یادِ خدا میں محو تھے۔ مویشی ایک دہقان کے کھیت کی طرف چلے گئے۔ زمیندار نے جانا کہ مویشی اُس کا ہرا بھرا کھیت اُجاڑ گئے اس نے۔ جھٹ سے وہاں کے حاکم رائے بُلار کے پاس جا کر فصل کے نقصان کی دُہائی دی۔ جب رائے بُلار اپنے مشیروں سمیت کھیت پر آیا تو ہرا بھرا اور لہلہاتا کھیت پاکر سب حیرت زدہ رہ گئے۔ زمیندار بھی خوشی سے پھولا نہ سمایا کیونکہ فصل جوں کی توں تھی۔

رائے بُلار نے جو نانک جی کی عظمت سے آشنا تھا۔ مہتہ جی کو سمجھایا کہ نانک جی کی راہ میں کوئی اڑچن پیدا نہ ہونے دے۔ بلکہ اگر نانک جی سے کسی قسم کا نقصان سرزد ہو تو وہ خود اس کی تلافی کردے گا۔ نانک جی بسا اوقات یادِ خدا میں مگن رہتے۔ سادھوں سنتوں کی نشست (سنگت) کرتے اور خدا کی حمد و ثنا میں مصروف رہتے، عوام کی بے بسی اور مظلومیت جو اُن کے من میں کانٹے کی طرح کھٹکتی رہتی اُس کے سدباب کے لئے ہر لمحہ سوچ و فکر میں غوطہ زن رہتے۔ مہتہ کالو نانک جی کی اس طرح کی زندگی سے بے حد نالاں تھا اور وہ ہر ساعت نانک جی کو دنیاوی امور کی طرف راغب کرنے کی سوچتا رہتا۔

نانک جی کو نو برس کی عمر میں جنیو (زنار) پہنانے کی پُر وقار تقریب منعقد کی گئی۔ برادری کے سب لوگ اکٹھے ہوئے جب رسم و رواج کے مطابق پروہت ہر دیال نے زنار پہنانے کی تیاری کی اور منتر اپدیش پڑھ کر نانک جی کو زنار پہنانا چاہا تو نانک جی نے اسے ذات بندھن جان کر پہننے سے صاف انکار کر دیا، اور پروہت سے کہا کہ اگر تیرے پاس حقیقی بندھن کا جنیو ہے جو آخرت میں بھی ساتھ دے تو پہناؤ۔ پروہت یہ سُن کر ہکا بکا رہ گیا۔ جس پر نانک جی نے اُس کی ضمیر کو اس رُوح پرور شبد سے جھنجھوڑ کر حقیقت سے آگاہ کیا:-

دیاہ کپاہ سنتوکھ سوت جت گھنڈی ست وٹ
ایہہ جنیو ہے ای تاں پانڈے گھت
نہ ایہہ تٹے نہ اہ مل لگے نہ اہ جلے نہ جائے
دھن سُہ مانس نانکا جو گل چلے پائے
چو کڑ مل پڑایا بہہ چوکے پائیا
سکھا کن چڑھائیا گُر براہمن تھیا

اوہ مُوا اوہ جھڑ پیا وے تگا گیا (وار آسا سلوک محلہ پہلا - ۵ا صفحہ ۱۷۴ [1])

(مطلب) نانک جی پروہت کو حقیقی زنار کے بارے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں - کہ :-
دیاہ جیسے کپاس اور صبر و قناعت کے سُوت کو نفس کی پاکیزگی (راست بازی) کی گانٹھ اور وٹ دیکر تیار کیا ہوا زنار اگر تیرے پاس ہے تو بے شک پہناؤ - کیونکہ ایسا جنیو نہ ٹوٹے گا اور نہ ہی اسے میل لگ سکتا ہے - بلکہ اسے سڑھنے گلنے اور گم ہو جانے کا خطرہ بھی نہیں ہے -

اے نانک وہی آتما مُبارک ہے جس نے اِس قسم کا جنیو پہنا ہُوا ہے -
اے پروہت جو زنار تم پہناتے ہو اسے چار کوڑی میں خرید کر لائے ہو اور اپنے مرید کے گھر اُس کے چوکے میں بیٹھ کر پہنا دیا - پھر مُرید کے کان میں پھونک دے ماری کہ آج سے تمہارا گرو وہی برہمن ہے لیکن کچھ وقت گذرنے کے ساتھ جب مرید اِس جہاں سے چلا جاتا ہے (مر جاتا ہے) تو اُس کے گلے کا زنار بھی اس کے ساتھ سڑ جاتا ہے جس سے ایسا مرید بلا زنار اس دنیا سے چلا جاتا ہے - بھلا ایسے جنیو کا کیا فائدہ ہوگا - اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ ایسا جنیو پہنے جو پرمیشور کی درگاہ میں بھی کام آئے - ایسا جنیو تو ایشور (اکال پُرکھ) کا سچا نام ہے جو آتما کا وہاں مددگار ہوتا ہے -
پروہت ہر دیال اور برادری کے جمع لوگ نانک جی کے اِس الٰہی کلام سے بیحد متاثر ہوئے اور انہیں یہ بات بخوبی سمجھ آئی کہ محض رسموں کے پالن سے دھارمک زندگی پاک و پوتر نہیں ہو سکتی بلکہ جو حق اور صداقت کا اپدیش نانک جی نے دیا ہے - اس میں حقیقت کا راز پنہاں ہے - اس طرح جو لوگ راست بازی اور صداقت گرویدہ تھے - اُنہوں نے نانک جی کی روشن ضمیری کی داد دی اور اِس قسم کا جنیو پہننے کا تیاگ کر دیا -
نانک جی کا یہ سماج میں رسم پرستی میں سُدھار لانے کا پہلا قدم تھا -
اب مہتہ کالو کو پڑوس والوں نے مشورہ دیا کہ ہو نہ ہو نانک جی ذہنی طور ناساز ہو اس کا کسی وید یا حکیم سے علاج معالجہ کرانا ٹھیک ہوگا - جھٹ سے وید بُلایا گیا -
جب وید نے بیماری کی تشخیص کے لئے نانک جی کی نبض کو ٹٹولا تو نانک جی نے شبد اُچارن کیا :-

---

[1] صفحہ سے مراد آدِ گورو گرنتھ صاحب کا صفحہ ہے -

ویدبُلایا ویدگی پکڑ ٹٹولے باتھہ
بھولا وید نہ جانہی کرک کلیجے ماتھہ (ملار کی وار محلہ پہلا صفحہ ۱۲۷۹)

حق کے پیغام کا یہ شبدھ سُن کر ہرداس وید ششدر رہ گیا۔ اُس کو گیان کی سوجھی ہوئی اور اس کی اندرونی تاریکی جاتی رہی۔ نانک جی نے اُسے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ اے وید جس بیماری کی جانچ کے لئے نبض ٹٹول رہے ہو۔ وہ نہیں ہے۔ جبکہ میری آتما کو دُکھ اور درد ہے۔ عوام کی بے بسی اور جہالت کا۔ انسانیت میں مذہب اور ذات کے نام پر جو خلیج پیدا ہو گئی ہے کب تلک دُور ہو۔ اِنسان اِنسان کو پہچان کر ایک دوسرے سے بل جُل کر جسم و جان کی طرح رہے ہر اِنسان ایک دوسرے کا بھائی بند بن کر خوش حالی۔ پریم اور باہمی رواداری کی زندگی بسر کرے اور خدائے برتر کی سچی یاد میں رہ کر اُس کی لازوال رحمتوں اور برکتوں سے فیض یاب ہو۔ اتفاق و اتحاد میں رہ کر کوئی بھی ظالم اُن پر غالب نہ ہونے پائے۔ نانک جی نے پھر سے سمجھایا کہ اے وید غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر دیکھ کہ کس طرح دیش کی عصمت لُٹی جا رہی ہے اور کسی میں اُف تک کرنے کی ہمت نہیں۔ انسانیت ظلم اور جبر کی چکی تلے پسی جا رہی ہے۔ وہ خوب صورت اور حسین جن کی ریشمی زلفیں عطر آلودہ ہیں اور ماتھے پر سہاگ کا سندور لگا ہوا ہے کس بے رحمی سے اُن کی گردنیں کاٹی گئی ہیں اور دھول میں بڑی سڑ رہی ہیں۔ دیش کی اس بدحالی سے آتما دُکھی ہے اور اسی کا ازالہ کرنے کی ٹھان لی ہے۔

یہ اُپدیش سُن کر وید نے کالو جی سے کہا کہ آپ کا بیٹا کسی بیماری میں مُبتلا نہیں ہے یہ تو سنسار کے روگ دُور کرنے والی مہان آتما ہے۔ یہ کہہ کر وید ہرداس نے نانک جی کے قدموں کو چُوما اور رخصت ہو کر گھر چلا گیا۔

حق کا سودا

مہتہ کالو گہری سوچ میں تھا کہ کس طرح نانک جی کا دل دُنیا داری کی طرف راغب ہو۔ سوچ سمجھ کر اُس نے بہتر جانا کہ نانک جی کو تجارت پر لگایا جائے۔ پس بیس روپے دے کر نانک جی سے کہا کہ منڈی جا کر ان روپوں کا سودا سلف لاؤ اور دکان داری کا پیشہ اختیار کرو۔ اس طرح من بہل جائے گا اور زندگی نفع بخش ہو گی۔

نانک جی نے اپنے والد بزرگوار کا حکم بجالانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اپنے قریبی ساتھی بالا جیؔ کو ہمراہ لے کر لاہور کی طرف چل پڑے۔ جب گھر سے وداع ہوئے تو پھر سے مہتہ جی نے نانک جی سے کہا کہ حق کا سودا (کھرا سودا) کرنا جو نہایت سُود مند ثابت ہو نانک جی اور بالا بیس روپے ساتھ لے کر منڈی کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں چوہڑ کا ہرٹھ کے مقام پر کچھ سادھو سنت ملے جو کئی دنوں سے بھوکے تھے۔ انہوں نے نانک جی کو اپنی عاجزی کا حال سُنا کر کچھ کھلانے کی استدعا کی۔

نانک جی نے جلد سے بالا کو بیس روپے دیکر کہا کہ ان روپیوں کا دال چاول اور آٹا لاؤ جو وہ جھٹ سے لے آیا اور فوراً کھانا تیار کر کے کئی دنوں کے بھوکے سنتوں کو کھلا کر خوشی خوشی گھر کی طرف لوٹے کہ کھرا سودا ہی کیا ہے۔ گھر پہنچنے پر مہتہ نے نانک جی سے دریافت کیا کہ کیسا سودا کیا ہے۔ نانک جی نے صاف صاف کہہ سُنایا کہ حق کا سودا کیا ہے جو یہاں اور آخرت میں سُود مند ہوگا۔ اور اس طرح آپ کا حکم بھی بجا لایا ہے۔ مہتہ جی اس جواب سے تلملا اُٹھے اور غصے میں نانک جی کے مُنہ پر تھپڑ مار دیا۔ جسے سُن کر سب پڑوسی تڑپ اُٹھے کہ انسانیت نوازی کی خاطر ربّ کے نُور کو طمانچے کھانے پڑے ہیں۔

سُلطان پور آنا

نانک جی کی بہن نانکی سے اپنے بھائی کی طمانچے سہارے نہ گئے اور وہ نانک جی کو ۱۴۸۶ء میں اپنے ہمراہ سلطان پور لے آئی۔ یہاں نانک جی اپنے بہنوئی جے رام جی کی وساطت سے وہاں کے نواب دولت خان لودھی کے مودھی خانہ میں ملازم ہوئے۔ یہاں راست بازی۔ ایمان داری کے پُر خلوص اور بے پناہ خدمتِ خلق کے جذبے سے عام و خاص کے دل جیت لئے جس سے ہر کوئی نانک جی کی سچائی۔ غریب پروری اور انسانیت نوازی کی داد دیتے

لہ سِکھ مُورخین بالا جی کی شخصیت سے اتفاق نہیں کرتے کیونکہ بھائی گرداس جی نے اس کی ذات گرامی کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن بھائی گرداس جی نے رائے بلار کا بھی ذکر نہیں کیا ہے جبکہ اُس کی شخصیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اس لئے بھائی بالا جی نانک جی کا قریبی ساتھی ہونا تصور کیا جاتا ہے۔ (دیکھو الہ ہسٹری آف سکھ خشتونت سنگھ) + بالا جی کا جنم چندر بھان سندھو جاٹ کے گھر تلونڈی گاؤں ۱۴۶۷ء میں ہوا اور کھڈور صاحب ۱۵۴۵ء میں رحلت فرمائی +

لگا۔لیکن نانک جی کا یہ طور طریقہ حاسدوں کو ایک آنکھ نہ بھایا۔ اُنہوں نے بلا تامل نواب کے پاس شکایت کر دی کہ مودی خانہ میں لوٹ مچی ہے اور نانک جی جب بھی کسی کو کچھ تول کر دیتا ہے تو بس تیرا . . . . تیرا . . . . میں محو ہو جاتا ہے۔ ہو نہ ہو۔ مودی خانہ جلد خالی ہو جائے۔

نواب نے یہ سن کر فوراً سے مودی خانہ کی پڑتال کا حکم جاری کر دیا۔ جب پڑتال ہوئی تو مودی خانہ (گدام) میں گھاٹے کے بدلے اضافہ ہی نکلا۔ جس پر حاسدوں کو مُنہ کی کھانی پڑی اور نانک جی کی عظمت کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔

سلطان پور میں نانک جی کی شادی بٹالہ کے مُول چند کھتری کی دختر نیک اختر سلکھنی جی سے ۶ جون ۱۴۸۷ء کو ہوئی۔ یہاں ہی اُن کے ہاں دو صاحبزادوں شری چند کا جنم ۲۱ اگست ۱۴۹۴ء اور لکھمی چند کا پہلی مارچ ۱۴۹۷ء کو ہوا۔

اگست ۱۴۹۹ء کے ایک روز نانک جی سلطان پور ضلع کپورتھلہ (پنجاب) کے قریب وہی ندی میں نہانے گئے لیکن حسبِ معمول ندی سے باہر نہ آئے۔ خدشہ ہوا کہ نانک جی ڈوب گئے ہیں جبکہ نانک جی اس اثنا میں پرمیشور کی درگاہ میں جا پہنچے جہاں سے اُمرت نام کا پیالہ پینے کو ملا اور حکم ہوا کہ نانک سنسار کو اُمرت نام سے روشن کرو۔ جس پر تمہاری نظر کرم ہوگی۔ اس پر میری بھی رحمت ہوگی۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میرا نام پارپرہم پرمیشور اور تمہارا نام گرُو پرمیشور ہے" اس طرح خدائی نُور سے جلوہ گر ہو کر نانک جی تین روز بعد ندی سے باہر آئے۔ ہر طرف خوشیاں منائی گئیں کہ نانک جی ڈوبے نہیں بلکہ صحیح سلامت ہیں اور حق و وحدت کا پیغام دنیا کے لئے لے کر آئے ہیں۔ (بحوالہ ہسٹری آف سکھ خشونت سنگھ صفحہ ۳۱)

اب نانک جی کے لب پر ایک دلکش نعرہ تھا" نہ کو ہندو نہ مُسلمان۔ جسے سُن کر سب تلملا اُٹھے اور حیران ہوئے کہ یہ کیسی آواز ہے۔ حاسدوں نے پھر سے نواب کے پاس جا کر اس بارے شکایت کر دی جس پر نواب نے یکدم قاضی کو بُلا کر کہا۔ کہ نانک جی سے اصلیت معلوم کی جائے۔

قاضی نے نانک جی سے کہا کہ وہ اُس کے ساتھ نماز ادا کرے۔ نانک جی نے جواباً کہا کہ میں تو روزانہ نماز ادا کرتا ہوں" پنج نمازاں پنج وقت پنجاں پنجے ناؤ۔ پہلا سچ۔ حلال دوہ۔ تیجی خیر خدائے۔ چوتھی نیت راس۔ پنجویں صفت ثناءُ۔ (راگ ماجھ محلہ پہلا صفحہ ۱۴۱) جس کا مطلب ہے۔ میں (نانک) جو روزانہ پانچ نمازیں ادا کرتا ہوں اُن کے پانچ نام اور پانچ اوقات ہیں۔

اول سچ۔ دوم حلال کی کمائی۔ سوم خدا کا فضل وکرم۔ چہارم۔ نیت کی راستی اور پنجم خدا کی حقیقی یاد (ربّ کی حمد وثنا) لیکن اس کے باوجود قاضی نے نماز ادا کرنے پر اصرار کیا۔ اور نانک جی راضی ہوگئے۔

جب قاضی نے نماز شروع کی تو نانک جی چُپ چاپ پاس ہی کھڑے رہے۔ قاضی نے نماز سے فارغ ہوکر نانک جی سے پُوچھا کہ نماز کیوں ادا نہ کی؟ نانک جی مسکرا کر بولے کہ اے قاضی جب تم نماز ادا کر رہے تھے اُس وقت تمہارا دھیان گھر میں گھوڑی کی طرف تھا جس نے کر نیا بچہ دیا ہے تاکہ وہ کنویں میں نہ ڈوب جائے۔ قاضی یہ سُن کر حیرت زدہ رہ گیا لیکن حقیقت سے آشنا ہوا اور اُس کی غفلت دوُر ہوئی۔ (بحوالہ سوانح حیات گرو نانک دیو جی از ڈاکٹر گوپال سنگھ) ....: محترم مخمور جالندھری۔ صفحہ ۱۹:

نانک جی پرمیشور کے نوُر سے جلوہ گر ہیں۔ اُن کے لب پر خدا کے سروَپ کا اظہار ا۔ اونکار ست نام کرتا پُرکھ۔ نربھو۔ نروَیر۔ اکال موُرت۔ اجونی سہ بھنگ گُرپرساد اور اسی نعرہ حق سے انسان کو وحدت سے روشناس کرنے کا بیڑا اُٹھا کر اُونچ نیچ۔ ذات پات کے مصنوعی بھید بھاؤ کو مٹانے کی خاطر آپسی۔ پیار۔ باہمی رواداری۔ ہم آہنگی اور قومی یک جہتی کی شمع روشن کرنے کے لئے دنیا کی لمبی اور دشوار گذار مُسافرت[۱] پر چل پڑے۔

پہلی مُسافرت ۱۴۹۹ء سے ۱۵۱۰ء

پہلی مُسافرت میں گورو نانک دیو جی ہندوؤں کے اہم اور متقدس تیرتھوں پر گئے۔ جن میں ہردوار متھرا۔ بنارس۔ گیا۔ جگن ناتھ پوری اور آسام کے مقامات قابل ذکر ہیں۔ جہاں عملی طور سے ذات پات اُونچ۔ نیچ کے تفرقات اور اوہام ہٹانے کا درس دیا۔

لاہور کے قریب گورو صاحب ایمن آباد میں لالو ترکھان جو نیچ ذات والا مانا جاتا تھا

---

[۱] مُسافرت کو گورو نانک دیو جی جنم ساکھی (سوانح حیات) میں اُداسیوں کا نام دیا گیا ہے اور ان کی تعداد قدیم تواریخوں میں چار دکھائی گئی ہے جبکہ نئی کھوج کے تحت پروفیسر صاحب سنگھ نے صرف تین مسافرتیں دکھائی ہیں۔ چونکہ مہان کوش (کاہن سنگھ جی نابھہ) میں چار اُداسیاں ہیں۔ اسی کے انحصار پر اِدھر بھی چار درج ہیں۔

کے ہاں قیام فرمایا۔ اِدھر ملک بھاگو ایک ساہوکار بھی رہتا تھا۔ گورو جی اُس کے ہاں نہ گئے۔ ایک روز ملک نے یگیہ کیا اور گورو نانک دیوجی کو بھی دعوت دی۔ البتہ گورو صاحب یگیہ کے عصرانہ میں شامل نہ ہوئے جس پر ملک ساہوکار خفا ہوگیا۔ اور اپنے آدمی بھیج کر گورو صاحب کو بُلوا لایا۔ جب گورو صاحب آئے تو اُن کو یگیہ میں شریک نہ ہونے کی وجہ پوچھی۔ گورو صاحب نے جواب میں فرمایا کہ یہاں کی ضیافت کے دانے دانے میں لہو پکار رہا ہے۔ اور جس غریب سادہ لوح ترکھان لالو کے ہاں ٹھہرا ہوں اُس کی حق حلال کی رُوکھی سوکھی روٹی میں دُودھ جیسی مٹھاس اور لطافت ہے۔ ملک یہ سُن کر لال پیلا ہوگیا اور اس بارے گورو صاحب سے ثبوت چاہا۔

گورو مہاراج نے ملک بھاگو سے کہا کہ اپنے پکوان سے ایک پُوری منگواؤ اور اسی طرح لالو کے گھر سے بھی ایک روٹی لائی جائے۔ ایسا ہی کیا گیا۔ گورو مہاراج نے ایک ہاتھ میں ملک کے پکوان کی پُوری اور دوسرے ہاتھ میں لالو ترکھان کے ہاں کی روٹی لی۔ جب دونوں کو نچوڑا گیا تو ملک کے پکوان کی پوری سے لہو کے قطرے ٹپکے اور لالو ترکھان کی روٹی سے دُودھ نمودار ہوا۔ تو گورو صاحب نے فرمایا کہ یہاں آکر اس یگیہ کے پکوان نہ کھانے کی یہی وجہ تھی۔ ملک سے کہا کہ دیکھ لیا اپنی اور غریب لالو ترکھان کی روٹی کا فرق۔ ملک جس کو کہ اپنی دولت کا دم خم تھا۔ شرمندہ ہوا اور اُس کی گردن جھک گئی۔ اُدھر حاضرین نے بلند آواز میں پوچھا یہ خون کس کا ہے؟

یہ خون اُن غریبوں اور مُفلسوں کا ہے جسے بہا کر ملک اپنی تجوری بھرتا ہے اور وہ غریب بھوک اور پیاس کی شدّت سے تڑپتے رہتے ہیں۔ گورو مہاراج نے جواباً فرمایا۔ حق اور ظلم کی کمائی کا یہ فرق دیکھ کر سب گہری سوچ میں پڑ گئے اور گورو صاحب کی حق گوئی کے قائل ہوکر سکھ بن گئے اور نیک نیتی۔ راست بازی اور نیک اعمال کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ملک جو خفا ہوگیا تھا۔ اُسے روشنی کی کرن نظر آئی اب وہ بھی گورو صاحب کا نام لیوا سکھ بنا۔ پاپوں کے اندھیرے سے نکل کر انسانیت کی راہ لی اور گورو مہاراج کے زریں اُپدیش "حق پرایا نانکا اُس سور اُس گائے۔ گُر پیراں ہاماں بھرتے تاں پھر مُردار نہ کھائے"۔ پر ساری عمر عمل پیرا رہا۔

یہاں سے گورو صاحب لاہور شہر آئے۔ اِدھر مُول چند ایک کھتری رہتا تھا۔ ایک دن اُس نے اپنے باپ کے شرادھ کا اہتمام کیا۔ گورو صاحب کو بھی شرادھ کی دعوت میں شریک ہونے کی التجا کی۔ لیکن گورو صاحب نہ آئے۔ جب برادری کے لوگ جمع ہوئے تو سب نے مل کر گورو صاحب

کو شرادھ کی ضیافت پر آنے کی درخواست کی۔ گورو صاحب نے ان کو سمجھایا کہ شرادھ جیسی وہمی رسم سے مُردہ رُوحوں کو کچھ نہیں ملتا۔ جبکہ اس کے برعکس حق و حلال کی کمائی سے اگر محتاجوں کی امداد کی جائے اور بے سہارا لوگوں کو کچھ دیا جائے تو اس طرح کا دیا ہوا آخرت میں کئی گناہ بڑھ کر ملتا ہے اور اس سیدھ سے حاضرین کو گیان عطا کیا :" جے مُرہا کا گھر مُرہے گھر پتری دے اگے وست سیانئے پتری چور کرے۔ نانک اگے سو ملے جر کھٹے گھالے دے"۔

(آساوری دار سلوک محلہ پہلا صفحہ ۴۷۲)

(مطلب) جیسا کہ اگر کوئی چور یا ٹھگ کسی غیر کے گھر سے کچھ مال ٹھگ کر لائے اور اُسی سے مُردہ روحوں کے تسکین کے لئے کچھ دے (یعنی شرادھ مناتے ہوئے) وہی کچھ مال اس طرح اُن روحوں کے واسطے دے تو فی الحال گر مان بھی لیا جائے کہ اگلے جہان میں کچھ پہنچ جاتا ہے تو یہ چوری اور ٹھگی کا مال یعنی پرایا مال اُس جہاں میں پہچان لیا جائے گا اور اُس کے لئے اُسے سزا بھگتنی پڑے گی اور اُس کے ساتھ اس طرح جو لوگ شرادھ کراتے ہیں اُن کو بھی اس کی سزا بھگتنی ہوگی۔ نانک آخرت میں کسی کا دیا ہوا نہیں ملتا بلکہ اپنی نیک کمائی سے جو کچھ بھی دیا جائے وہی درگاہ میں کام آتا ہے۔

گورو مہاراج کے اس حقیقی اُپدیش سے سب کو آگاہی ہوئی حقیقت کو سمجھ کر اُن کے من کو تسکین ہوئی۔ اِس طرح حق پرستی کے پرستار ہو کر گورُو مہاراج کے نام لیوا سکھ بنے اور نیک اعمال اور یادِ خدا میں رہ کر زندگی بسر کرنے لگے۔

۱۵۰۸ء میں بیساکھی کے دن گورو مہاراج ہردوار آئے۔ یہاں اس دن سب لوگ چڑھتے سورج کی طرف پانی ارپن کر رہے تھے۔ گورو صاحب یہ دیکھ کر مسکرائے اور خود مغرب کی جانب پانی دینا شروع کر دیا۔ جسے دیکھ کر سب لوگ حیران ہوئے اور حیرتاً گورو مہاراج کے اِرد گرد جمع ہوئے اور پُوچھا اے سادہ لوح پانی کدھر دیتے ہو؟ کیا کبھی کوئی مغرب کی طرف بھی پانی دیتا ہے۔ ایسا کرنے سے کیا حاصل ہوگا؟ گورُو صاحب نے جواب دیا کہ "میں اپنے سُوکھے پڑے کھیتوں کو۔ جو یہاں سے سو دو سو کوس کی دُوری پر ہیں۔ پانی دے رہا ہوں"

یہ سن کر سب حیران ہوئے اور پھر سے گورو صاحب سے پوچھا کہ سُوکھے کھیتوں کو کبھی اس طرح پانی پہنچایا جا سکتا ہے۔

اس پر گورو صاحب نے اُن کو سمجھایا کہ "اگر یہاں سے تھوڑی سی دُوری پر پانی نہیں

پہنچ سکتا۔ تو بھلا اُن رُوحوں کو کیسے پہنچ جائے گا جن کی دُوری کے بارے تم میں سے کسی کو بھی علمیت تک نہیں۔"

اِس حقیقت بیانی سے سب بے حد متاثر ہوئے اور گورو صاحب کے سچّے اُپدیشں کے قائل ہو کر فرسودہ وہم پرست رسموں کو خیر باد کہہ کر گورو صاحب کے نام لیوا سکھ ہوئے۔

یہاں ہی گورو صاحب کا رفیقِ سفر مردانہ ایک ویشنو سادھو سے آگ لانے کے لئے گیا۔ سادھو نے لیپن دیکر برتن مانجھ کر چُولھے پر چڑھائے تھے جوں ہی اُس نے مردانہ کو دُوری سے ہی آتا دیکھا تو اُسے نیچ ذات کا جان کر آؤ تاؤ دیکھے بغیر جلد سے چُولھے سے سُلگتی ہوئی لکڑی نکالی اور اُس کا تعاقب کیا۔ مردانہ نے سادھو کا غصّہ بھانپ لیا اور اُلٹے پاؤں گورو صاحب کی طرف بھاگتا ہوا آیا کہ پناہ لے۔ لیکن سادُھو نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اِس بھگدڑ میں دونوں کی سانس پھُول گئی۔

جب دونوں گورو مہاراج کے پاس پہنچے تو گورُو مہاراج نے بے تحاشا دَوڑ کا وجہ دریافت کی۔ سادھُو نے یک دم سے کہہ سُنایا کہ مردانہ جو کہ نیچ آدمی ہے۔ اگر اُس کا سایہ چُولھے پر پڑ جاتا تو یہ بھرشٹ ہو جاتا جس کے کارن دن بھر فاقہ ہی گذرتا۔

گورو مہاراج نے سادُھو کی لاعلمیت کو جانچ کر اُسے اصلیت سے آگاہ کرتے ہوئے اس شبد سے گیان بخشا:-

"کُبدھ ڈُومڑی کُدیا قصائنڑ۔ پر نِندا گُھٹ چُوڑی مُٹھی کرودھ چنڈال۔
کاری کڈھی کیا تھیئے ے چارے بیٹھیاں نال
سچ سنجم کرڑی کاراں ناونڑ ناو جپیئے
نانک اُتم سے ہی جے پاپاں پندھ نہ دھبیئے۔ سری راگ کی وار سلوک محلہ پہلا
(صفحہ ۹۴)

(مطلب) کسی شخص کو نیچ (کمترین) ذات سے تعبیر کرنا نادانی ہے۔ کسی پر ترس نہ کرنا قصائی جیسا کام ہے۔ کسی کی چغلی (عیب جوئی) کرنا چماروں والا کام ہے اور غصّہ کرنا منحوس (چنڈال) آدمی کا کام ہے۔ اگر کسی شخص میں یہ چاروں بُرائیاں ہوں تو اُس کی بیرونی صفائی چمک دمک ہیچ ہے (کس کام کی ہے) جبکہ راست بازی۔ نیک عمل کی زندگی اور یادِ خُدا میں رہ کر ہی من اور تن کی پاکیزگی قائم رہتی ہے۔ اے نانک اس قسم کی زندگی

گناہوں سے پاک رہتی ہے جس سے کہ آخرت سنور جاتی ہے۔

یہ شبدھ سُن کر سادھو کا غصہ اُتر گیا۔ اُس کی غفلت کا اندھیرا دُور ہوا۔ گورو صاحب کے حضور میں سر بسجود ہو کر نام لیوا سکھ بنا اور مایا تی ساتھیوں کو بھی حقایق سے آگاہ کر کے گورو صاحب کے پاک کلام کا تا حیات پرچار کرتا رہا۔

گورو نانک دیو جی اس طرح ہندوؤں کے متبرک مقامات سے ہوتے ہوئے لوگوں کو حق اور وحدت کے گیان سے آشنا کرتے مُلتان شہر کے نزدیک تلنبا پہنچے۔ یہاں سجن نامی ایک ٹھگ (رہزن) رہتا تھا۔ اُس نے مُسافروں کا قافیہ تنگ کر رکھا تھا۔ مگر اپنی شہرت بڑھانے کے لئے مندر اور مسجد بنوائے تھے۔ مُسافروں کے ٹھہرنے کے لئے سرائے بھی تعمیر کروائی تھی لیکن جھوٹ۔ فریب اور مکاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا جس سے ہر کوئی رہ گذر اس کے فریب و چاپلوسی کے جال میں پھنس جاتا اور جو بھی وہاں رات کے لئے ٹھہرتا اُسے قتل کروا دیتا اور اُس کا مال و اسباب لُوٹ لیتا۔ لوگ اس رہزن سے بہت دُکھی تھے۔

جب گورُو صاحب یہاں پہنچے تو سجن نے اُن کا بڑی گرم جوشی سے سواگت کیا۔ گورو صاحب کے پُر نور چہرے کی لالی دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ کوئی بڑا ہی امیر شخص ہے اس سے خوب مال ملے گا۔ اِس لئے اُن کے لئے پکوان تیار کروائے اور جب شام ہوئی تو بڑی سعادت سے ضیافت سامنے لائی۔ دل بہلانے کے لئے مُٹھی چاپی لی۔ لیکن گورُو صاحب نے کھانا کھانے سے قطعاً انکار کر دیا۔ اور سجن سے کہا کہ پہلے اپنی کمائی کا طریقہ کار ظاہر کرو۔ سجن یہ سُن کر دنگ رہ گیا اور اُس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ اول تو چوں چراں کی لیکن گورُو مہاراج کے اصرار پر سب سچ سچ بتا دیا۔ سجن کو گورُو صاحب نے پاپوں کی کمائی کا روزِ آخر یہ حساب دینے سے آگاہ کیا جسے سُن کر سجن کی آتما کانپ گئی اور گورو صاحب کے سامنے جھک کر نجات کی راہ چاہی۔ گورُو صاحب نے اس شبدھ سے اُس کی غافل آتما کو بیدار کیا۔

"اُوجل کے ہا چلکڑاں گھوٹم کالڑی مسّں
دھوتیاں جھوٹ نہ اُترے جے سَو دھواں تِس۔
سجن سیتی نال میں چلدیاں نال چلن۔

"جنھے لیکھا منگئے رتتھے کھڑے دِسن"۔

نانک نام سمال تو بھداچھٹے جت۔ سوئی محلہ پہلا۔ صفحہ ۷۲۹

(مطلب) اگر کانسی کے برتن کو ذرا سی رگڑ دی جائے تو اُس کی سب چمک دمک اُڑ جاتی ہے۔ اور اس کا کالاپن ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر من صاف نہیں تو سوبار کے نہانے دھونے سے بھی اس کی پاکیزگی قائم نہیں رہ سکتی۔ جیسے کہ سوبار کے دھونے سے کانسی کے برتن کا کالاپن دُور نہیں ہوتا

سجن (رفیق) وہی ہے جو بروقت ضرورت کام آئے اور زندگی کی راہ میں ہر دم سہارا دے بلکہ جہاں اور جس وقت بھی اُس کی ضرورت محسُوس ہو کام آئے یعنی جب آتما سے درگاہ میں حساب پُوچھا جائے تو وہاں مددگار بن کر پاس نظر آئے۔

اے نانک یہ صرف اکال پُرکھ کے نام کی سچی اُلفت (اور یاد ہے جسے من میں سمایا جائے اور پھر یہی دُکھ اور مصائب میں مددگار اور نجات دہندہ ہوتا ہے۔

گوروصاحب کے اِس شبدھ سے سجن کو اپنی ناپاک کمائی کی اصلیت معلوم ہوئی اور اُس کے چہرے کا ملمع اُتر گیا۔ پاپوں کی کمائی کا روزِ آخر یہ حساب دینے کے خوف سے اُس کی رُوح کانپ اُٹھی۔ گوروصاحب سے تسکینِ قلب کے لئے اِلتجا کی۔

گوُرو مہاراج نے اُسے سمجھایا کہ آیندہ کے لئے گذشتہ طرزِ عمل کی زندگی سے توبہ کرو۔ غیر اخلاق اور ہوس سے جتنی بھی دولت اکٹھی کی ہے۔ غریب۔ غُربا اور محتاجوں میں بانٹ دو۔ ایشور کو ہر دم یاد رکھو۔ سچ اور نیک اعمال کی کمائی سے آخرت سنورتا ہے۔ یہ سن کر سجن کی آتما کو جو پاپوں کے خوف سے کانپ رہی تھی، سہارا ملا۔ گوُروصاحب کے زریں اُپدیش کو پلے باندھ کر اپنی لُوٹ کھسوٹ کی دولت مفلسوں میں بانٹ دی۔ گوروصاحب کا نام لیوا سکھ ہوا۔ دھرم سالہ بنوائی۔ صبح شام الٰہی کیرتن کرتا اور اس طرح گوروصاحب کے سچے مشن کا آخری سانس تک پرچار کرتا رہا۔

وحدت کے پیغام سے لوگوں کو اُجاگر کرتے ہوئے گوروصاحب کورو کھیشتر آئے اُس روز سوُرج گرہن تھا اور یہاں کنبھ کا میلہ لگا ہوُا تھا۔ دھرم کے ٹھیکیدار غریب اور بھولی بھالی جنتا کو یہ کہہ کر لُوٹ رہے تھے کہ راہُو اور کیتو گرہوں نے سوُرج کو دبوچ لیا ہے۔ اس کا چھٹکارا صرف دان (خیرات) اور اشنان سے ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی یہ وہم بھی پیدا کر دیا تھا کہ فاقہ رہنے سے کلیان ہوگا۔ جس وجہ سے سارے شہر میں فاقہ

کی سی کیفیت طاری تھی۔

اسی دوران ایک راجے کا بیٹا ادھر آیا اور گورو مہاراج کے حضور سجدہ کر کے ہرن بھینٹ کیا۔ گورو مہاراج نے مردانہ سے کہا کہ ہرن کا مانس پکائیے۔ جوں ہی مردانہ نے چولھے میں آگ جلائی اور اس کے اوپر ہانڈی چڑھائی تو میلے کے سب لوگ گورو صاحب کے پاس آکر جمع ہوئے اور شور و غل مچا کر پوچھا کہ آج جبکہ سورج گرہن ہے۔ شہر میں کسی جگہ دھوئیں کا نام و نشان تک نہیں۔ سب لوگ فاقہ ہیں۔ آپ آگ جلانا تو درکنار مانس پکا رہے ہو۔ ہرے ہرے۔ توبہ توبہ ....

گورو صاحب نے سب کو حوصلہ دیا اور بڑے اطمینان کے ساتھ سمجھایا کہ سورج یا چاند گرہن کا خیرات۔ اشنان یا فاقہ رہنے سے کوئی واسطہ نہیں یہ تو نظام شمسی و قمری کے حرکات و سکنات کے تاثر ہیں۔ یعنی گرہن سے مراد ہے کہ سورج پر چاند کا یا چاند پر زمین کا سایہ پڑ جانے سے ان میں چاند یا سورج کا کچھ دیر کے لئے سائے کے اثر سے سیاہ ہو جانا ہے۔ اس کے ساتھ کسی وہم و گمان کی باتیں منسوب کرنی غفلت اور لاعلمی کا باعث ہیں جس سے کہ انسانیت کا کوئی بھلا نہیں ہو سکتا۔ یہاں نانوں پنڈت کو مخاطب کر کے عوام کو اس شبد سے گیان بخشا۔

مانس مانس کر مُورکھ جھگڑے گیان دھیان نہیں جانے۔
کون مانس کون ساگ کہاوے کس پہ پاپ سماوے۔
گینڈا مار ہوم جگ کی اے دیوتیاں کے بھانے
مانس چھوڑ بیٹس نک پکڑے راتی مانڑس کھانے۔

(محلہ پہلا صفحہ ۱۲۸۹) بحوالہ شبدارتھ)[۵]

[۵] (مطلب) لاعلمی اور غفلت سے ناداتی میں لوگ مانس مانس کہہ کر اس لئے جھگڑتے ہیں کیوں کہ وہ حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔

مانس اور ساگ میں کیسا فرق ہے اور پاپ کیسے سرزد ہوتے ہیں۔ اس کی اصلیت کا بھی علم نہیں ہوتا۔ جبکہ یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ کہ دیوتاؤں کا من مانس سے ہی خوش ہوتا ہے۔ اس لئے یگیوں میں گینڈے کے مانس کی آہوتی دی جاتی ہے۔

مانس کا کھانا ترک کیا جاتا ہے اور اگر مانس کے پاس بیٹھنا پڑے تو ناک کو ہاتھ سے

پکڑ کر بیٹھتے ہیں لیکن رات کو انسانی خون سے ہاتھ رنگتے ہیں یعنی انسان مارنے سے گریز نہیں کرتے۔

اس شبد ھ کے سننے سے سب پہ ساری حقیقت واضح ہوئی۔ رسموں اور وہموں کے دلدل سے نکل کر نیک اعمال کی زندگی (اکال پرکھ) کو من سے یاد کرتے ہوئے گذارنے لگے۔

بھولے بھٹکے لوگوں کو زندگی کا سچا پیغام دیتے رہوئے گورو صاحب اپنے رفیقوں (بھائی بالا اور مردانہ) کے ہمراہ لاہور کے قریب ایک گاؤں پہنچے جہاں کہ کوڑھ کی بیماری میں ایک شخص بُری طرح مبتلا تھا۔ اس روگی کی بدبو سے بچنے کے لئے اسے گھر والوں نے ایک میدان میں لاکر سر راہ چھوڑ دیا تھا۔ اس کے پاس پیاس بجھانے کے لئے ایک پانی کا پیالہ بھی رکھ دیا تھا کہ پیاس بجھایا کرے لیکن اتفاق سے کسی جانور نے اپنی پیاس بجھاتے ہوئے اس پیالے کا پانی گرا دیا تھا جس کی وجہ سے روگی پیاس کی شدت کا مارا تڑپ رہا تھا جب اُس نے گورو مہاراج کو اس کس مپرسی کی حالت میں اپنے قریب پایا تو نورانی چہرے کا دیدار کرتے ہوئے اُس کی آتما جاگ اُٹھی۔ قدم بوسی کی اور پیاس بجھانے کے لئے پانی پلانے کی استدعا کی۔ گورو مہاراج نے جلد سے پانی منگوا کر اُسے پلایا جس سے اُس کی آنکھوں سے پیار بھرے آنسو پھوٹ آئے۔ گورو مہاراج نے اُس کے کوڑھ کے زخم بھی صاف کئے جس سے کوڑھی بے حد متاثر ہوا اور درد کی دوا مانگی۔ گورو جی نے کوڑھی کی ڈھارس باندھی اور تلقین کی کہ ہر دم اکال پرکھ کو سچے من سے یاد کرو اور اُسی کی رضا میں رہو کیونکہ اُس کی تاثیر آدمی تو کیا پتھر کو بھی لال گراں بنا دیتی ہے۔ ربّ غفور ہے۔ اُسی کے بخشش کرم سے دُکھ اور مصائب سے چھٹکارا ملتا ہے۔ وہ رحیم و کریم ہے۔ اُسی سے شفا کی دُعا مانگو۔ وہ ضرور اپنے رحم و کرم سے روگ سے نجات دے گا۔ روگی گورو صاحب کے انمول اُپدیش پر عمل پیرا ہوا جیسے وہ رفتہ رفتہ رُو بہ صحت ہوا۔ گورو صاحب کا نام لیوا سکھ بن کر ساری عمر گورو صاحب کے سچے پیغام کا پرچار کرتا رہا۔

یہاں ہی گورو مہاراج نے اس رُوح پرور اُپدیش سے انسانی آتما کو فیض یاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

جیو تپت ہے بار و بار تپ کھپے بہت وکار۔

جے تن باتی وِیسر جائے جیو پکا روگی ول لائے۔ (صفحہ ۶۶۱)

(مطلب) من چنچل ہے اور ہر وقت بُرائیوں کی طرف راغب رہتا ہے۔ اور آخر یہ ان ہی وِکاروں (بُرائیوں) میں سما کر مٹ جاتا ہے۔ گُرا صول کے مطابق (گورو) مُرشد کامل کا شبدھ (پاک کلام) انسان کو بُرائیوں سے بچنے کی راہ دکھاتا ہے اس شبدھ کو من میں سما کر اُس کا وِرد (سمرن) کرنے اور عمل کرنے سے زندگی میں انسان کو بُرائیوں سے چھٹکارا دلاتی ہے لیکن اگر انسان وہی شبدھ (اپنے گرو کا اُپدیش) بھول جائے تو اُس کی آتما بکھے (دیربنہ) روگی کی طرح تڑپتی رہتی ہے۔ جبکہ راست گوئی اور نیک اعمال کی زندگی انسانیت کو تاریکیوں سے نکال روشنی میں لاتی ہے۔ اس طرح راستی کا دُور رس پیغام دیتے ہوئے گورو صاحب گیا پہنچے۔ یہاں برہمنوں سے خدا پرستی کے بارے گفتار ہوئی۔ گورُو صاحب کے کلام کے اعجاز نے ان نام نہاد مذہب کے ٹھیکیداروں کے پاؤں تلے کی زمین نکال دی۔ گورُو مہاراج نے اُن کو سمجھایا کہ آتما کی سدگتی صرف واہگورو کی یاد (سمرن) اور نیک اور اچھے اعمال میں ہے۔ یہاں بھی توہم پرستی کے خلاف لوگوں کو آگاہ کیا اور اُن کو رسموں اور وہموں کے بھنور سے نکال کر راست بازی کی زندگی بسر کرنے کا درس دیا۔

یہاں یہ عام رواج تھا کہ جب کوئی شخص مر جاتا تو اُس کی ہتھیلی پر دیوا جلایا جاتا تاکہ اس چراغ کی روشنی سے وہ اگلے جہاں کے تنگ و تاریک راستوں سے بہ آسانی گذر سکے داہ سنسکار کے بعد اُس کی ان جلی ہڈیاں (استھیاں) چُن کر ہر دوار لی جاتیں تاکہ مُردہ رُوح کا کلیان ہو۔ اُس کی سدگتی کے لئے پنڈھ بھرے جاتے۔ جَو کے آٹے کے پیڑے بنا کر پتلوں پر رکھے جاتے تاکہ اُس کی رُوح بھوکی نہ رہے۔ گورُو مہاراج نے اس قسم کے اوہام پرست لوگوں کو رُوحانی تعلیمات سے روشناس کیا اور اِس شبدھ (سخن پاک) سے زندگی میں فلاح و نجات کا درس دیا۔

دیوا میرا ایک نام دُکھ وِچ پایا تیلُ۔
اُن چانَنِ اوہ سوکھیا چُوکا جم سیو میلُ۔
لوکا مت کو پھکڑ پائے۔ لکھ مڑیا کر ایکٹھے اک رتی لے بھائے۔
پنڈھ پتل میری کیسو کریا سچ نام کرتارُ۔
ایتھے اوتھے آگے پاچھے ایہہ میرا آدھارُ۔

گنگ بنارس صِفت تمہاری ناوے آتم راؤ
سچا ناونٹرن تان تھیئے جاں اہنس لاگے بھاؤ۔
اک لوکی ہور۔ چھمچھری برہمن وٹ پنڈ کھائے۔
نانک پنڈ بخشیس کا کبھوں نہ کھوٹس نائے۔ (آسا محلہ پہلا صفحہ ۳۵۸)

(مطلب) اکال پُرکھ کے نام دینے سے دُکھ مٹ جاتا ہے۔ آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح لاکھوں من لکڑی کے ڈھیر کو ایک چنگاری بھسم کر دیتی ہے۔ اسی طرح پاپوں دُکھ اور مصائب کو ایک ربّ کا نام مٹا دیتا ہے۔

اے لوگو! اکال پُرکھ کا نام لینے والوں کا مذاق نہ اُڑاؤ بلکہ عقیدت اور یقین کامل سے ربّ کے سچے نام کا وِرد (سِمرن) کرو۔ گنگا اور بنارس کے تیرتھوں پر جانا یہی ہے کہ اکال پُرکھ کے سچا اشنان یہی ہے کہ من میں اکال پُرکھ کے نام کی اُلفت اُجاگر ہو۔ دیوتاؤں اور مُردہ روحوں (پِتروں) کے نام پر پنڈ (چاول۔ اور جَو کے آٹے کے پیڑے) بنائے جاتے ہیں اور برہمن اپنا ہدیہ (نذرانہ) لے کر چلا جاتا ہے لیکن ایشور کے سچے نام کا سِمرن سدا قائم رہتا ہے جو کہ انسان کو دُکھ اور مصائب سے بچا لیتا ہے اور یہی میری زندگی کا یہاں اور آخرت پہ سہارا رہے گا۔

اے نانک خُدا کا بخشش کرم کا پنڈ (نام کا وِرد) کبھی ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں من لگا رہنے سے انسان الٰہی بخششوں، رحمتوں اور برکتوں کے بھنڈار فیض یاب ہوتا ہے۔
(بحوالہ سُدھار ک گورو نانک از گورمت پرکاش جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۹۵)

اس شبد کو سُن سمجھ کر وہم پرست لوگ گورو صاحب کے سامنے جُھک گئے۔ اُن کو حق کی کرن نظر آئی۔ گورو صاحب کے پاک کلام سے اس قدر متاثر ہوئے کہ نام لیوا سِکھ بن گئے اور گورو صاحب کے اُپدیش کو مشعلِ راہ بنایا۔

اس طرح گورو مہاراج جگن ناتھ پوری بنگال۔ آسام۔ چٹاگانگ۔ سنگاپور۔ چین سے ہوتے ہوئے واپس پنجاب آئے۔ کچھ عرصہ اپنے بزرگ والدین کے ہاں قیام کیا اور پھر سے خلقِ خُدا کا سُدھار کرنے کی خاطر دوسری مُسافرت پر روانہ ہوئے۔

دُوسری مُسافرت

۱۵۱۰ء سے ۱۵۱۴ء

گورو نانک دیوجی نے دوسری یاترا جنوبی ہند کی طرف کی۔ حیدر آباد۔ سکندر آباد لنکا کے شہروں میں گئے۔ وہاں بھی وحدت کا پرچار کیا۔ اس یاترا کے دوران ایک پہاڑی علاقہ میں جہاں کہ کوڈا راکھش آدم خور رہتا تھا نے مردانہ کو اپنی گرفت میں لے لیا وہ اسے مارنے ہی والا تھا کہ گورو صاحب نے نظرِ رحمت سے بچا لیا اور کوڈا کو راہِ راست پر لاکر اس کا بھی سُدھار کیا۔

سنگلدیپ کا راجہ شِونابھ بُت پرستی میں مگن رہتا تھا لیکن اُسے تسکینِ قلب نہ تھا۔ جس وجہ سے وہ ہمیشہ بے چین رہتا۔ یہاں پنجاب سے ایک سوداگر بھگیر تھ (من سُکھ) تجارت کرنے آتا تھا۔ اُس نے راجہ سے کہا کہ پنجاب میں ایک مردِ کامل کا اوتار ہُوا ہے جس کا دیدار اور حق کا اُپدیش سُننے سے من کو سُکھ چین میسر ہوتا ہے اور پُر مسرت رہتا ہے۔ گورو صاحب کی عظمت سُن کر راجہ کے دِل میں بھی درشن کی تمنا ہوئی۔ اُس نے بھگیر تھ سے کہا کہ پنجاب ساتھ چلو تاکہ درشن سے فیض یاب ہو جاؤں۔ بھگیر تھ نے راجہ سے کہا کہ اگر یقینِ کامل اور صِدق دِلی سے گورو صاحب کو یہاں ہی یاد کرو گے تو یقین جانو کہ گورو مہاراج جو کہ انتریامی ہیں یہاں ہی آئیں گے اور آپ کا سُدھار کریں گے۔ من کو شانتی نصیب ہوگی۔ یہ سُن کر راجہ کے دل میں گورو صاحب کے درشن کا اِس قدر اشتیاق اُجاگر ہوا کہ وہ ہر لمحہ گورو مہاراج کی اُلفت بھری یاد میں محو رہتا۔

راجہ کا ایک باغ تھا جس کا نام نولکھا تھا اور وہ عرصہ سے خشک ہوگیا تھا۔ مارچ ۱۵۱۱ء میں رامیشور سے چل کر گورو مہاراج اِس باغ میں رونق افروز ہوئے۔ جوں ہی گورو صاحب نے اس باغ میں قدم رکھے۔ خشک باغ سر سبز شاداب ہوگیا۔ گویا تمام درختوں نے گورو جی کی قدم بوسی کے لئے اپنے جوٹے زمین پر ڈال دئے۔ اس منظر کو دیکھ کر لوگوں کی خوشی کی کوئی حد ہی نہ رہی۔ اُنہوں نے جاکر راجہ کو خبر دی کہ نولکھا باغ میں سنت آئے ہیں جن کے مُبارک قدموں کی تاثیر سے خشک اور ویران شدہ باغ سر سبز و نہال ہو کر پھل پھول سے لدگیا ہے۔ (بحوالہ جنم ساکھی گورمت پرکاش جولائی ۱۹۶۹ء صفحہ ۲۲۰۔ گورو نانک دیوجی۔ از پروفیسر صاحب سنگھ)

راجہ نے اصلیت جاننے کے لئے اپنے دربار کے امیر و وزیر معہ ہیرے جواہرات و ضیافتیں و نذرانے دے کر گوروصاحب کے پاس بھیجے لیکن گوروصاحب نے ان سب کی طرف سے مُنہ پھیر دیا اور وزراسے کہا کہ یہ سب حقیر چیزیں ہیں۔ صرف اکال پُرکھ کا سچا نام ہی من کو مسرت و تسکین بخشتا ہے۔ مادی چیزوں کا وہم گمان توہم پرستی کے معجزن ہیں اور ایشور کے وصل میں حائل رہتی ہیں جس سے آتما ہمیشہ دُکھ اور مصائب میں مُبتلا رہتی ہے۔ جب راجہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ معہ عیال حاضر ہوا اور گوروصاحب کے سامنے سر جھکا کر بندگی کی اور مکتی چاہی۔ گورو مہاراج نے اُسے اکال پرکھ کے سچے نام سے پیوست کیا اور نیک عمل راستبازی کی زندگی گذارنے کا درس دیا۔ جو کہ صحیح معنوں میں مکتی کی راہ ہے۔ راجہ گوروصاحب کا سکھ ہوا اور ساری عمر یادِ خدا میں رہ کر گوروصاحب کے زریں اُپدیش پر عمل پیرا ہو کر پُرمسرت زندگی بسر کی۔ سیلون سے گوروصاحب مالابار۔ بمبئی اور راجستھان (اجمیر) سے ہوتے ہوئے پنجاب وارد ہوئے۔ یہاں سے تیسری مسافرت پر چل دئے +

تیسری مُسافرت

انسانیت کو زندگی کی تاریکیوں سے نکالتے ہوئے گورونانک دیوجی تیسری مُسافرت میں پنجاب (کرتارپور) سے سیالکوٹ آئے۔ یہاں بھی لوگوں کو ایک اکال پرکھ کا پاک و پوتر نام من میں سمانے کا درس دیا۔ ایک ایشور کو ہی خالقِ کُل اور ساری کائنات کا مالک بتایا۔ اُن کو سمجھایا کہ اُس کا دُوسرا کوئی ثانی نہیں اور اُسی کی واحد ذات پر مکمل اعتقاد و یقین کرنا ہی انسانیت کا شیوہ ہے۔ یہاں سے جموں اور کٹڑہ ویشنو دیوی آئے۔ یہاں بھی توہم پرستی کے بھنور سے نکلنے کے لئے وحدت کا عرفان آموز درس دیا۔

گوروصاحب جون ۱۵۱۷ء کے قریب کشمیر وارد ہوئے۔ مٹن پہنچکر برہم داس جو وید شاستروں کا عالم مانا جاتا تھا سے خدائی راز و نیاز کی گفتار ہوئی۔ برہم داس کو اپنے علم پر اس قدر ناز تھا کہ وہ ہر وقت اپنے ہمراہ کئی اونٹوں کے بوجھ کی کتابیں رکھا کرتا تا کہ بحث مباحثہ میں کوئی اس پر سبقت نہ لے جائے۔ گوروصاحب نے برہم داس کو سمجھایا کہ محض کُتب بینی سے انسان حقیقی عالم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کتابوں کے انبار ہمراہ لانے سے کوئی خدا کی

ذات کو پہچان سکتا ہے۔ اُس کی ذات کو پہچاننے کے لئے من سے پریم کرنے کی صلاحیت درکار ہے۔ مذہب جو انسانی اخلاق کا سرچشمہ ہے کا حقیقی علم ہونا لازمی ہے تب سکونِ قلب پایا جاتا ہے۔ خُدا کو وہی پاتا ہے جو من میں اُس کے نام کی لَو لگاتا ہے۔ اس طرح کے گیان اور گورو مہاراج کی نظرِ کرم سے برہم داس کی دماغی قوت اس قدر اُبھری کہ اُسے حق کی آگاہی ہوئی اور گورو صاحب کا نام لیوا سِکھ ہوا۔ ساری عمر گورو صاحب کے گراں قدر اُپدیش کا پرچار کرتا رہا۔ یہاں پر گورو مہاراج نے محض کُتب بینی کے بارے میں فرمایا ہے۔

پڑھ پڑھ گڈی لدیئے پڑھ پڑھ بھبیرے ساتھ
پڑھ پڑھ بیڑی پائی اے پڑھ پڑھ گڈھیئے کھات
پڑھیئے جیتے برس برس پڑھتے جیتے ماس۔ پڑھیئے جیتی آرجا پڑھیئے جیتے ساس۔
نانک لیکھے اِک گل ہور ہومے جھکھڑاں جھاکھ ۔ ۔ ۔ آساوی وار محلہ پہلہ

(مطلب) اگر اس قدر کتابیں پڑھ لیں جن سے کہ کئی گاڑیاں لادھی جائیں اور اتنی ہی کتابیں اپنے ساتھ ہوں بلکہ اِس قدر کتابیں پڑھ لی جائیں جن سے کہ جہاز لادے جائیں اور کھاتوں کے کھاتے پُر ہو جائیں۔ برس ہا برس اور کئی ہا مہینے پڑھتے رہیں۔
حتےٰ کہ عمر کے جتنے سانس ہوں وہ بھی پڑھتے میں گذر جائیں۔
تب بھی اس طرح کی اس قدر کتب بینی سے کچھ پلے نہیں پڑتا اور نہ ہی ربّ کی بارگاہ میں کچھ قبول ہوگا۔

اے نانک ربّ کی بارگاہ میں اُس کے سچّے نام کی عظمت کی صفت صلاح اور دل و جان سے کی گئی حمد و ثنا کی ایک ہی بات قبول ہو جاتی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اکال پُرکھ کے سچّے نام کے اوصاف کی مدح کی جائے بصورت دیگر اپنے وہم و گماں میں ہی بھٹکتے پھرنا ہے"۔ مٹن سے گورو صاحب بجبہاڑہ آئے یہاں کچھ عرصہ ٹھہرے۔ اِدھر سے اونتی پورہ اور یہاں سے آکر سرینگر قیام فرما ہوئے شنکر آچاریہ پہاڑی پر جاکر سادھوں سنتوں سے ربی کلام کرتے وہاں سے آکر لیسا اوقات کوٹھی باغ جو آج کل یا پاسری چند چنار کے نام سے مشہور ہے۔ قیام فرماتے تھے (بھائی کاہن سنگھ جی نابھہ نے مہاکوش میں درج کیا ہے کہ سکھوں کی لاپرواہی سے شنکر آچاریہ پر گورو مہاراج کی یادگار قائم نہیں ہو سکی ہے)

کشمیر میں گورو نانک دیوجی کی امر یادیں مٹن۔ اننت ناگ۔ بجبہاڑہ۔ اونتی پورہ۔

بیروہ۔ بڈگام اور لداخ میں تواریخی گوردوارے قائم ہیں (بحوالہ ہی مال ۱۹۷۲ء - گورو نانک دیوجی کشمیر یاترا از گیانی کرتار سنگھ جی کومل)

گورو جی ہرمکھ گنگا۔ اعلیٰ پتھر گلمرگ کشمیر سے ہوتے ہوئے لیہہ لداخ پہنچے۔ جہاں سے سمر پربت گئے۔ وہاں پر یوگیوں اور سدھوں کو وحدت سے روشناس کیا (بحوالہ مہان کوش)

اور انہیں درس دیا کہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور غاروں میں رہ کر مکتی حاصل نہیں ہوتی بلکہ دنیا داری میں رہ کر ہی خدا کی سچی یاد اور نیک اعمال اور راست بازی کی زندگی مکتی کی اصل راہ ہے +

چوتھی مُسافرت

سنہ 1518ء سے سنہ 1521ء

پنجاب میں کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد گورو نانک دیوجی وسط ایشیا کی طرف روانہ ہوئے۔ اس یاترا میں بھائی مردانہ ہی رفیق سفر رہا۔ اس مُسافرت میں دو ہزار سے زائد میل کی مُسافت طے کی۔ یہ سفر ۱۵۱۸ء سے ۱۵۲۱ء تک کیا گیا۔

گورُو صاحب مکّہ پہنچے جیسا کہ "بابا پھر مکّہ گیا"۔ یہاں جیون حاجی سے سُخن پاک ہوا۔ مؤرخین نے تذکرہ کیا ہے کہ جب گورُو مہاراج مکّہ پہنچے۔ تو کعبہ شریف کی طرف پاؤں کر کے سو گئے۔ جب یہ منظر جیون حاجی نے دیکھا تو وہ حیران ہوگیا۔ اُس نے گورو صاحب کو جھنجھوڑ کر کہا کہ اے مردِ کامل پاؤں خانہ خدا کی طرف کر کے کیوں لیٹ گئے ہو۔ اِدھر تو خدا کا گھر ہے۔ فوراً پاؤں دوسری طرف کر دو۔ گورُو صاحب نے جواب دیا کہ حاجی صاحب جدھر خدا کا گھر نہیں ہے پاؤں اُسی طرف کر دو۔ جیون حاجی نے جلدی ایسا کیا لیکن اُسے ہر طرف خدا کا جلوہ دکھائی دیا۔ جیون حاجی اس نظّارہ کو دیکھ کر تعجب زدہ ہوگیا اور بلا تلملاہٹ جلدی سے اپنے باقی ساتھیوں کو اس منظر سے آگاہ کیا اور کہا کہ ہند سے ایک مردِ کامل آیا ہے جو خدا کا جلوہ دکھاتا ہے۔ جو کہ رازِ الٰہی ہے اُس کا چہرہ نورانی ہے اور اس کی زبان شیریں اور درس آموز ہے۔ یہ سُن کر سب جلدی سے گورو صاحب کے پاس آ کر جمع ہوئے اور دیدار کا شرف حاصل کیا۔ اُنہوں نے سوال کیا کہ مردِ

خُدا آپ ہند سے آئے ہو یہ بتاؤ کہ "ہندو بڑا ہے یا مُسلمان" گورو صاحب نے خندہ پیشانی سے جواب دیا کہ "نہ تو ہندو بڑا ہے نہ مسلمان بلکہ بڑا وہی ہے جس کے اعمال نیک اور اچھے ہوں" (بحوالہ سوانح حیات گورو نانک دیو جی از ڈاکٹر گوپال سنگھ مترجم مخمور جالندھری ۸۳)

بابا آکھے حاجیاں شبھ عملاں باجھوں دو ویں روئی
رام رحیم اِک تھا ہیں کھلوئی۔ (بھائی گرداس جی)

مکّہ سے گورو صاحب بغداد آئے۔ یہاں رُکن دین حاجی سے ملے۔ کلام پاک ہوا۔ اُسے "پاتالا پاتال" لکھ آ گا سا آ گاس" سے جلوہ گر کر کے خدائی حمد و ثنا کی طرف راغب گیا۔ یہاں گورو صاحب کی امر یاد میں ایک کُتبہ لگا ہوا ہے۔ جواب تلک ریلوے سٹیشن سے مشرق کی طرف ڈیڑھ میل کی دوری پر قائم و دائم ہے۔ اس کتبہ کی عبارت اس طرح ہے:۔

"یہ عمارت دوبارہ سات فرشتوں کی مدد سے گرو بابا نانک فقیر اولیاء کی یاد میں تعمیر کی گئی ہے جس نے یہاں سے چشمہ فیض جاری کیا سمت ۹۷۲ ھ مطابق ۱۵۲۰ء"۔

ان ممالک میں بھی گورو صاحب نے اپنے اعتقاد کا اعادہ کیا کہ ربّ ایک ہے۔ سب انسان برابر ہیں۔ راست بازی اور نیک اعمال کی زندگی نجات کی اصلی راہ ہے۔

گورو صاحب ایران۔ افغانستان سے ہوتے ہوئے۔ براستہ پشاور واپس وطن آئے۔ راستہ میں حسن ابدال کے مقام پر ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک پیر ولی قندھاری رہتا تھا۔ یہاں پانی کا ایک چشمہ سرشار بہتا تھا۔ یہاں گورو صاحب کے ہم سفر مردانہ کو پیاس لگ گئی۔ گورو صاحب نے اُسے پہاڑی پر ولی قندھاری کے پاس چشمہ سے پانی پینے کے لئے بھیجا۔ جہاں کہ ولی نے مردانہ کو پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر تمہارا گورو مردِ کامل ہے تو تمہیں وہاں سے ہی کیوں پانی نہیں پلاتا۔ مردانہ یہ کورا جواب سُن کر اپنا سا مُنہ لے کر واپس آیا اور گورو صاحب کو ولی کا منفی جواب سُنایا۔ گورو صاحب نے مردانہ سے کہا کہ پھر سے جاؤ اور عاجزی سے پانی مانگ کر پی لو۔ ولی سے یہ بھی کہو کہ آب و باد خدا داد نعمت ہے اس پر گُمان کرنا انسانیت کا شیوہ نہیں۔

مردانہ پھر سے پہاڑی پر ولی کے پاس گیا۔ اب کے اُس کو پیاس نے بہت عاجز کیا تھا۔ پیر جی سے عاجزانہ انداز میں پانی کی استدعا کی۔ لیکن وہ اس بار بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ اور اب کے بھی پہلے جیسا انکار کر دیا۔ مردانہ پیاس کا مارا گھبرا اُٹھا۔ جلدی واپس لوٹا۔

اور گورو صاحب کو ولی کے کورے جواب سے مطلع کیا۔ پانی نہ ملنے پر اپنی بے بسی کا بھی اظہار کیا۔

جب گورو جی نے سارا ماجرا سنا تو مردانہ سے کہا کہ نزدیک سے ایک پتھر اٹھاؤ جونہی مردانہ نے پتھر اٹھایا۔ پانی جھر جھر بہنے لگا۔ مردانہ خوشی سے پھولا نہ سمایا اور یکدم سے پانی پی کر پیاس بجھائی اور رب کا شکر ادا کیا۔ اُدھر پہاڑی پر ولی کا چشمہ سوکھ گیا۔ جس پر ولی برہم ہو اٹھا اور آؤ تاؤ دیکھے بغیر اپنے قریب سے پہاڑی کا ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر گورو صاحب کی طرف گرا دیا۔ گورو صاحب نے جب بھاری پتھر کے ٹیلے کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو اپنے دستِ کرم سے اُسے روک لیا۔ اس پتھر کے ٹیلے پر گورو صاحب کے پنجے کا نشان نقش کر گیا جو اب تک موجود ہے اور تا ابد رہے گا۔ اس پتھر کے نیچے سے پانی سرشار بہہ رہا ہے۔ اس امر یاد میں یہاں سکھوں کا عالیشان گوردوارہ پنجہ صاحب کے نام سے قائم ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد بھی یہاں ہر سال بیساکھی کے تہوار پر ایک عظیم الشان دیوان لگتا ہے۔ جہاں ہزاروں کی تعداد میں سکھ زائرین بھارت اور بیرونی ممالک سے آکر یہ تہوار بڑی دھوم دھام اور عقیدت سے مناتے ہیں۔ اس مقدس زیارت کے دیدار سے فیض یاب ہو کر روحانی چین پا کر تسکین و مسرت محسوس کرتے ہیں ہر سکھ کی یہ تمنا ہے کہ اُسے پہلی فرصت میں اس متبرک زیارت کا دیدار نصیب ہو۔ یقین ہے کہ مجھے بھی یہ شرف حاصل ہو گا۔

پنجہ صاحب سے گورو صاحب ایمن آباد لائے اور یہاں اپنے سکھ لالو جی کے ہاں رونق افروز ہوئے۔ گورو صاحب سے نیچ ذات والے کے ہاں ٹھہرنے پر اونچی ذات کے لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں تو گورو صاحب نے اُن کو مخلصانہ انداز میں فرمایا۔"

نیچاں اندر نیچ ذات نیچی ہوں ات نیچ۔
نانک تن کے سنگ ساتھ وڈیاں سوں کیا ریس (سری راگ محلہ پہلا۔)

(مطلب) ذات پات اور چھوت چھات کے بندھنوں کو کاٹ کر نیچ درجہ کے لوگوں میں رہنا ہی زندگی کی حقیقی راہ ہے۔ دنیا داروں اور امراء کی برابری کرنی ہیچ ہے۔

بابر نے جو کہ اس وقت حملہ آور تھا۔ لاہور اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں

لُوٹ مار قتل وغارت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اس وقت غریب، بے سہارا، بے یار و مددگار جنتا کا دُکھ اور مصائب سے بُرا حال تھا۔ غارت گری اور تباہی کے اس عالم میں عوام پر جس قدر بے تحاشا مظالم ڈھائے جا رہے تھے۔ اُنہیں نہ سہارتے ہوئے گورو صاحب نے ربّ سے گِلہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

" ایتی مار پئی کرلانڑے تیں کی درد نہ آیا
کرتا توں سبھنا کا سوئی۔
جے سکتا سکتے کو مارے تاں من روس نہ ہوئی۔

(مطلب) اے ربّ تو اگر سب کا یکساں ہے تو کیوں کر اس قدر غارت گری پر ترس نہیں آیا۔ اگر کوئی بہادر کسی طاقتور کو مارے تو گلہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب اس کے برعکس ہو تو ضرور شکوہ ہے کیوں کہ غریب اور لاچار انسانوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

حق کی اس بے باک۔ بے خوف اور دلیرانہ آواز نے جابر حملہ آوروں کے دِلوں کو جھنجھوڑا اور انہوں نے زور زبردستی کرنی بند کر دی جسے لوگوں کو سکھ چین کا سانس لینا نصیب ہوا۔ گورُو صاحب نے وطن کی بربادی اور معصوموں پر ڈھائے جا رہے مظالم کی جس بے باکی۔ اخلاقی جرأت اور ہمّت سے صدائے احتجاج بلند کی اُس نے ہم وطنوں میں مردانگی کی ایک نئی رُوح پھونک دی اور اسی نعرہُ حق نے آخر کار وطن کو غلامانہ زندگی سے نجات دلائی۔

جب ایمن آباد میں جب گورو صاحب مُردہ لاشوں کے ڈھیر پر چل رہے تھے تو کہہ اُٹھے "بابر جابر"۔ حاکموں کو یہ نعرہ بے حد ناگوار گُذرا جس پر گورُو صاحب کو مردانہ سمیت گرفتار کر کے قید و بند کی سزا دی گئی اور جیل میں بند کر دیا۔

گورُو صاحب کی عظیم رُوحانی شخصیت نے جیل میں صبح شام الٰہی راگ (کیرتن) شروع کر دیا۔ جو کہ سارے قیدیوں کی بیداری کے لئے ایک تڑپ تھی اور بھارتی عوام کے سچّے محبّ وطن رہبر کے ناطے لوگوں کے دلوں میں آزادی کی اُمنگ پیدا کر دی۔ اس طرح جب بابر کو گورو صاحب کی عظمت کا علم ہوا تو فوراً رہائی کا حکم صادر کیا لیکن گورُو صاحب تب تک قید سے باہر نہ آئے جب تک کہ سارے قیدی اُن کے ہمراہ رہا نہ ہوئے۔

رہائی کے بعد گورو صاحب نے بابر کو ظلم و جبر سے باز رہنے کی تلقین کی اور اُسے رعایا کے ساتھ انصاف اور مساوات کے اصولوں پر حکومت کرنے کا درس دیا۔

گورو صاحب نے بھارتی سماج کا جائزہ لیکر دیکھا کہ اس میں عورت ذات کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اُس وقت کے رِشی۔ مُنی اور یوگیوں کو للکار کر کہا کہ عورت ذات پر حرف اُٹھانا انسانیت کا تقاضا نہیں ہے۔ جبکہ عورت (استری) رفیقہ حیات ہے اور یہ مُکتی یا نجات کی راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں۔ بھارتی عوام کی غفلت اور لاعلمی دُور کرنے کے لئے اس شبد سے گیان عطا کیا :۔

بھنڈ جمیئے بھنڈ نمیئے بھنڈ منگن ویاہو۔
بھنڈ ہووے دوستی بھنڈ چلے راہو۔
بھنڈ مُوا بھنڈ بھالی اے بھنڈ ہووے بھنڈان۔
سو کیو مندا آکھیئے جت جمے راجان۔
بھنڈ ہی بھنڈ اُپجے بھنڈے با جھ نہ کوے۔
نانک! بھنڈے باہرا ایکو سچا سوئے (وار آسا سلوک محلہ پہلا صفحہ ۴۷۳)

(مطلب) عورت جنتی ہے اور اسی کی گود میں پالا پوسا جاتا ہے۔
اسی سے منگنی و بیاہ ہوتا ہے اور یہی رفیقہ حیات ہے۔
عورت سے خاندان اِستوار ہوتے ہیں اور خاتون کی بدولت رشتے ناطے سنوارے جاتے ہیں۔
پھر اُسی (عورت) کو بُرا بھلا کیوں کہا جائے جو راجے۔ مہاراجوں، سنتوں پیروں، فقیروں اور عظیم شخصیتوں کو جنم دیتی ہے۔
عورت ہی جنم کی سندر آغوش ہے اور اِس کے بغیر جنم کا تصور نہیں ہو سکتا۔
اے نانک! صرف سچا خدا ہی اِس کی آغوش سے بالاتر ہے۔

گورو مہاراج کے اِس حقیقت پرور اُپدیش کو لوگوں نے برحق تسلیم کیا۔ جس سے سماج میں عورت کو مرد کے برابر کا درجہ ملنا شروع ہوا۔ جس نیچی نظر سے اِسے دیکھا جاتا تھا۔ سماج میں اُس بدعت کا قلع قمع ہوا اور اِس طرح صدیوں کی غلامانہ اور ابتر زندگی

کے بعد عورت کو بھی سماج کے ہر پہلو میں باعزت اور پُر وقار مقام حاصل ہوا۔ جس کی بدولت سماجی زندگی سنورنے کی خاطر عورت نے بھی مرد کے برابر کار ہائے نمایاں انجام دئے

کرتار پور آنا

دشوار گذار طویل مُسافتیں طے کر کے انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرتے اور وحدت سے ہمکنار کرتے ہُوئے گورو نانک دیو جی ۱۵۲۲ء میں کرتار پور آئے۔ گورو صاحب نے کرتار پور ۱۵۰۵ء میں آباد کیا تھا اور تب سے اُن کا آل عیال یہاں ہی مُقیم تھا۔

"پھیر آیا بابا کرتار پور بھیکھ اُداسی سگل اُتارا" (بھائی گُرداس جی)

کرتار پور آکر گورو صاحب نے اُداسی (فقیری) کا جامعہ اُتار دیا۔ اور بھائی چارے میں رہ کر ہم وطنوں سے مل کر وحدت کے گیت گائے۔ یہاں دھرم سالہ بنوائی۔ صبح شام الٰہی کیرتن ہوا کرتا اور صبح کا کیرتن طلوع آفتاب تک رہتا۔

"سودر آرتی گاویئے انمرت ویلے جاپ اُچارا۔" (بھائی گُرداس جی)

(مطلب) کرتار پور میں شری گورو نانک دیو جی کے مُتبرک استھان پر شام کو سودر (رہ راس) آرتی اور علی الصبح کے وقت جپ جی صاحب کا پاٹھ (ورد) ہوا کرتا (بحوالہ پنج گرنتھی سٹیک از بھائی ویر سنگھ جی صفحہ پہلا)

کرتار پور میں گورُو صاحب کے پاس ہر دم سکھوں کا تانتا بندھا رہتا جو اکال پُرکھ کے رُوح پرور نام سے فیض یاب ہوتے۔ تسکین و مسرت پا کر اُن کی ہر مُراد بھر آتی۔

ادھر گورو صاحب ہل جوت کر کھیتی باڑی کرتے اور فصل سے زائرین کے لئے لنگر (مُفت کھانا) تیار ہوتا اور اُن کی روحانی بھوک کے ساتھ جسمانی بھوک بھی مٹتی۔

کِرت ورت کر دھرم دی لے پرشاد آں ورتندا
گُرسکھاں نوں دے کے پچھے بچیا آپ کھاوندا (بھائی گُرداس جی)

۱۵۳۲ء میں گورو نانک دیو جی کے سچے دربار میں بھائی لہنا جی آئے جو ایک ہی نظرِ کرم سے جلوہ گر ہوئے اور لامثال تابعداری اور فرمان برداری سے بے پناہ خدمت کر کے لہنا سے انگد ہو کر گورو صاحب کے ثانی مقرر ہوئے۔

۱۵۳۶ء میں گورو نانک دیو جی کے رفیق سفر مردانہ جی رحلت فرما گئے۔ اُن کے

بعد اُس کا بیٹا شہزادہ گورو صاحب کے ساتھ شریک کیرتن رہا۔

اور دُنیا کی یہ عظیم ترین ہستی (گورو نانک دیوجی) کائنات کو بُقعہ نُور بنا کر ۷۰ سال ۴ ماہ تین دن کی عمر گذار کر ۲۲ ستمبر ۱۵۳۹ء کو جوتی جوت سماگئے۔

اُس وقت بالکل عجیب سی کیفیت رُونما ہوئی۔ ہندو مُسلمان جو دونوں گورو صاحب کو اپنا مانتے تھے۔ اپنے عقیدے کے مطابق آخری رسومات انجام دینا چاہتے تھے۔ گرچہ ہر طرف سے گُل باری ہورہی تھی۔ یہ طے نہ ہوسکا کہ آخری رسومات کیسے ادا ہوں۔ اسی اثنا میں ایک راہ گیر اُدھر سے گذرا اور تنازعہ کی وجہ دریافت کی گرچہ ہر دو فریق اپنے عزائم میں پکّے تھے۔ جب راز افشا ہوا تو اُس نے دیدار کی تمنّا ظاہر کی۔ اس مقصد کے لئے جب چادر اُٹھائی گئی تو وہاں چند پھُولوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا اور وہ الٰہی جوت اپنے نُور میں مدغم ہوچکی تھی۔ سب حیران زدہ ہوگئے۔ غم زدگی کے اس عالم میں سب کے لب ساکن تھے۔ بہر کیف چادر اُٹھائی گئی۔ پھول دو حصوں میں بانٹے گئے۔ جنکی فریقین (ہندو مسلم) نے اپنے اپنے عقیدے کے مطابق آخری رسومات انجام دیں۔

تاریخ کو اس سانحہ عظیم میں فضا میں یہ آواز گونج رہی تھی۔

"بابا نانک شاہ فقیر۔ ہندو کا گرُو مُسلم کا پیر"۔

گورو نانک دیوجی کا یقین کامل تھا کہ یادِ خدا نیک نیتی اور اچھے اعمال کی زندگی میں ہی مکتی یا نجات اور وصل پاک ہے۔ رسموں کی پابندی اور ان پر سرمایہ خرچ کرنا بے معنی ہے۔

خُدا کی سچّی یاد۔ اُس کا خوف۔ آپسی پیار۔ باہمی رواداری۔ رحم دلی اور صبر و استقلال کی زندگی میں ہی سکون اور حقیقی مسرت ہے۔ ان سچّے آدرشوں کا گورُو صاحب نے تن تنہا پرچار کیا۔ گورُو صاحب کی تعلیم کسی واحدِ فرد یا شر۔ فرقہ یا ملک کے لئے نہیں بلکہ ہر انسان اور سارے عالم کے لئے مساوی ہے۔ ان ہی نیک اور سچے آدرشوں کے لئے گورُو صاحب کو جگت گورو بابا نانک دیوجی کے پیارے نام سے دنیا میں یاد کیا جاتا ہے۔

گورُو صاحب جہاں بھی گئے۔ خندہ پیشانی سے ہر کسی کا دل جیت لیا۔ بڑی بڑی تاریکیوں اور نا اُمیدیوں میں بھی حق کی شمع کا نُور پھیلایا اور ہر جگہ اُمید کی کرنوں نے راہ روشن کی اور کامیابی نے قدم چومے۔ انسان کو رسم و رواج اور وہم و گمان کے بھنور سے

نکال کر صرف واحد خدا کی مُقدس ہستی اور اس کی سچّی ذات سے پیوست کیا۔

گورونانک دیو جی ذات پات۔ اُونچ نیچ کے بھید بھاؤ اور آپسی تفرقات کے بالکل خلاف تھے۔ اُن کو بس واحد اکال پُرکھ (خدا) کی ذات پر مکمّل اعتقاد تھا۔ وحدت کا پیغام اُجاگر کرتے ہوئے آپسی پیار اور ہم آہنگی۔ مذہبی رواداری کے سُنہری اصُولوں کا درس دیکر زندگی کا سفر پُورا کیا۔

گورو صاحب کے پاس انسان ایک ہی تھا اور انسان کی آتما میں ایشور کا ظہور جتلا کر سارے جگت کو آگاہ کیا۔

"سبھ میں جوت جوت ہے سوہے تس دے چانن سبھ میں چاننڑ ہوہے"۔

(دھاسری محلہ پہلا صفحہ ۶۶۳)

راگوں کے مطابق آدھ سری گورو گرنتھ صاحب میں گورو نانک دیو جی کی بانی کی تفصیل اس طرح ہے (بحوالہ گورو نانک درشن از کالا سنگھ بیدی ایم۔اے، پی۔ایچ ڈی صفحہ ۲۴۶)

۱۔ سری راگ = شبدھ 33 اسٹپدیاں 18، پہرے 2 اور وار ایک

۲۔ ماجھ کی وار = ایک اشٹپدی اور ایک وار

۳۔ راگ گوڑھی = شبدھ 20، اسٹپدیاں 18 اور چھند (2)

۴۔ راگ آسا = شبدھ 40، اشٹپدیاں 22، پٹی 5، چھند 5 اور وار ایک۔

۵۔ راگ گوجری۔ شبدھ 2، اسٹپدیاں 5

۶۔ راگ بہاگڑہ = ایک وار

۷۔ راگ وڈہنس = شبدھ 3، چھند 2 اور وار ایک

۸۔ راگ سورٹھ = شبدھ 12، اشٹپدیاں 4 اور وار ایک

۹۔ راگ دھناسری = شبدھ 8، آرتی اشٹپدیاں 2 اور چھند 3

۱۰۔ راگ تلنگ = شبدھ 6

۱۱۔ راگ سوئی = شبدھ ۹، اشٹپدیاں 5، کچجی سچجی 5، چھند 5 اور وار ایک۔

۱۲۔ راگ بلاول = شبدھ ۴، اشٹپدیاں 2، تھتی۔ چھند 2 اور وار ایک

۱۳۔ راگ رام کلی = شبدھ ۱۱، اشٹپدیاں ۹، اونکار۔ سدھ گوشٹ اور وار ایک

۱۴۔ راگ مارو = شبدھ 12، اشٹپدں ۱۱، سوئلے 22، وار ایک

۱۵۔ راگ تُکھاری - 12 ماہ اور چھند 5 ۔
۱۶۔ راگ بھیرو = شبد ھ 8 اور اشٹپدی ایک ۔
۱۷۔ راگ بسنت = شبدھ ۱۵ اور اشٹپدی 8 ۔
۱۸۔ راگ سارنگ = شبدھ 3، اشٹپدی 2 اور وار ایک ۔
۱۹۔ راگ ملار = شبدھ ۹، اشٹپدی 5 اور وار ایک ۔
۲۰۔ راگ پربھاتی = شبدھ 17۔

اور اس کے علاوہ واراں اور سنسکرتی سلوک بھی ہیں۔

پروفیسر صاحب سنگھ جی نے آدھ بیڑھ بارے میں گورو صاحب کی بانی اس طرح درج کی ہے :-

شبدھ ۲۰۹، اشٹپدیاں 123، چھند 25، سنسکرتی سلوک 4، واراں 3، اور ان کے سلوک 227، پوڑیاں 78، سویئے ۱۵ اور واراں کے علاوہ سلوک 33 ہیں +



"نانک نام چڑھدی کلا
تیرے بھانے سربت دا بھلا"

(مطلب) اے نانک! خدا (اکال پرکھ) کے نام کی عظمت دوبالا ہو
اور اُسکی رضا میں سب مخلوقات کا بھلا ہو

معذرت

جپُ جی صاحب کا آغاز صفحہ ۴۳ سے ہے گرچہ اس کا ترجمہ پوڑی کے آمنے سامنے لکھا جانا مطلوب تھا لیکن ناگزیر حالات کی وجہ سے بربس ہیں ایسا نہ ہو پایا جس کے لئے معذرت خواہ ہیں۔

اُمید ہے کہ آئندہ اشاعت میں اس خامی کو دُور کیا جائے گا۔

ੴ ਸਤਿਗੁਰ ਪ੍ਰਸਾਦਿ॥

ا- اونکار ستِ نامُ کرتا پُرکھُ نر بھو نر وَیر
اکال مُورت اجُونی سَے بھنگ گُر پرسادؔ =

= جپُ =

آدِ سچ جُگادِ سچ ہے بھی سچ نانکؔ ہوسی بھی سچُ ॥

ا- ایک (واحد)
اونکار- اونکار سرگُن سروپ واہگورو (اکال پُرکھ) ہے- (تیرا ایک نام تارے سنسار)
اونکار برہما اُت پت- اونکار کیا جن چِت +
ستِ نامُ- اُس کا نام سدا قائم و دائم ہے (سچ) ہے-
کرتا پُرکھ = خالقِ کلُ + نر بھو = بے خوف + نر ویر = بے عناد +
اکال مُورت = نہ مرنے والی ہستی +
اجُونی = جنم میں نہ آنے والی ہستی- (جنم مرن سے بالاتر)
سَے بھنگ = اپنے آپ سے پیدا ہُوا + گرپرساد = اپنے مُرشد کامل کی بخشش کرم سے +
آدِ = ابتداء + آغاز- (ازلی)
جُگادِ = یگ کے شروع ہونے سے قبل + ہوسی بھی = ہوگا بھی +
سچ = پر حقیقت +

ا- یہ سکھ دھرم کا بنیادی نظریہ ہے جس وجہ سے اسے مول منتر کہا جاتا ہے- سری گورو نانک دیو جی نے اسی بنیادی نظریہ سے خدا- اکال پُرکھ کا سروپ ظاہر کیا ہے- اسی سے آدھ سری گورو گرنتھ صاحب کا آغاز ہوتا ہے- یہ مُول منتر ۳۱ بار گورو گرنتھ صاحب میں درج ہے- جپ جی صاحب کا آغاز اسی مول منتر سے ہے جبکہ یہ اس بانی کا کوئی حصہ نہیں ہے-

خُدا (ایشور-اکال پُرکھ) ایک ہے-سدا قایم دائم ہے-

خالق کُل ہے- بے خوف و بے عناد ہے-حاضر ناظر ہے-
اُس کی پاک ہستی لازوال ہے- وہ کبھی پیدا نہیں ہوتا-اُس
پوتر ہستی کا اپنے آپ سے پرکاش ہے-
اپنے گورُو (مُرشد کامل) کی رحمت سے جان لیا جاتا
ہے- (یعنی اُس کی رحمت سے عبادت ہوتی ہے)

اُس کے پاک و پوتر نام کا ورد (سِمرن) کرو (جپُ)
اِس پاک کلام (بانی) کا نام ہے-اِسے احترام کے طور
جپُ جی صاحب کہتے ہیں-

اکال پُرکھ ابتداء سے سچ ہے- ہر یُگ سے قبل سچ اور
اس وقت بھی سچ ہے-
اے نانک اُس کا نام آگے بھی سدا سچ ہی رہے گا-

لوڑی (۱)

سوچے سوچ نہ ہووئی جے سوچی لکھ وار۔
چُپئے چُپ نہ ہووئی جے لائے رہاں لوتار۔
بُھکھیا بُھکھ نہ اُتری جے بنّا پُڑ یاں بھار۔
سہس سیاپنا لکھ ہوہ تہ اِک نہ چلّے نال۔
کِو سچیارا ہوئیئے کِو کُوڑے تُٹّے پال۔
حُکم رجائی چلنا نانک لِکھیا نال۔

سوچے = سوچ سمجھ سے۔
سوچ = دھیان۔فکر۔صاف۔پوتر
ہووی = ہونا۔
جے۔ اگر
لکھ وار = لاکھوں بار
چُپ = خاموشی
لائے = کسی چیز کی اُمنگ
رہا = ہوتا
رلو = اُلفت
تار = لگاتار۔ٹکاؤ سے
بُھکھیا۔ بھوکا۔ ہوس ہونا
بُھکھ = بُھوک
اُتری = ختم نہ ہونا
بنا = باندھنا
پڑیاں = پوٹلی۔گھٹری۔ (انبار)

بھار = بوجھ۔ وزن۔
سہس = دس سو۔ بہت زیادہ۔
سیاپنا = ہوشیاری۔عقلمندی۔
ہوہ = ہوں۔
تہ = تب بھی۔
چلے نال = ساتھ چلے۔
کِو = کیتے۔
سچیار = سچائی۔
کُوڑے = جھوٹ۔
تُٹّے = ٹوٹ جانا۔
پال = پردہ۔
رجائی = رضا۔
لکھیا = لکھاؤ۔
نال = ساتھ۔

پوڑی (۱) [ۂ]

اکال پُرکھ کی ہستی کے بارے میں سوچ فکر سے کچھ پلے نہیں پڑتا۔ اگرچہ لاکھوں بار سوچا جائے۔ (جیسے کہ لاکھوں بار کے نہلانے دھونے سے گر تن صاف و شفاف ہو جائے۔ من کا میل نہیں، اُتر سکتا)

خاموش سمادھی لگا کر ٹکاؤ سے بیٹھ جانے سے بھی تسکینِ قلب حاصل نہیں ہوتا۔

دُنیائے عالم کے سارے حظّوں کی عمدہ اور لذیذ چیزوں کے انبار ہمراہ رکھنے اور کھانے سے بھی من کی بھوک نہیں مِٹ سکتی۔

ہزاروں قسم کی حکمت عملی اور دانش وری میں ایک بھی ساتھ نہیں دیتی

تب حق اور صداقت کی راہ کیسے نصیب ہو اور جھوٹ کا پردہ جو خدائی وصل میں حائل ہے، اُٹھ (ہٹ) جائے۔

یہ تب حاصل ہوگا۔ جب اِنسان اکال پُرکھ کے حُکم میں رہ کر اُس کی رضا میں چلے جبکہ اے نانک ہر کسی کو اپنا مقدر اُس کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے اور (یہی دستور روزِ ازل سے چلا آرہا ہے)

ۂ- پوڑی = زینہ = سیڑھی

پوڑی (۲)

حُکمی ہووِن آکار حُکمُ نہ کہیا جائی ۔
حُکمی ہووِن جی حُکمِ مِلے وڈِیائی ۔
حُکمی اُتمُ نیچُ حُکمِ لِکھِ دُکھ سُکھ پائی اِہ ۔
اِکنا حُکمی بخشیش اِک حُکمی سدا بھوائی اِہ ۔
حُکمے اندرِ سب کو باہرِ حُکمُ نہ کوئے ۔
نانکؔ حُکمے جے بُجھے تہ ہومے کہے نہ کوئے = ۲ =

حُکمی = ربی حُکم ۔ ہووِن = ہو جانا ۔
آکار = شکل وصورت کا ظاہر ہونا ۔
کہیا = کہا جاتا ۔
جیہ = جان دار ۔ آتما ۔ رُوح ۔
مِلے = حاصل ہونا ۔
وڈِیائی = عزّت ۔ مرتبہ ۔ بڑائی ۔
اُتم = بااوصاف ۔ اچھا ۔ نیک ۔
نیچ = نیچی ذات والا ۔ ادنےٰ
دُکھ = مصائب ۔ رنج وغم ۔
پائی اِہ = حاصل ہونا ۔
بُجھے = سمجھے ۔ قابلِ فہم ۔
ہومے = اہنکار ۔ گھمنڈ ۔ تکبّر +

لِکھ = لکھا جاتا
سُکھ = خوشی ۔ اطمینانِ قلب ۔
بھوائی اہ = آواگون کا چکر ۔

لوڑی (۲)

اُس (اکال پُرکھ) کے حُکم سے مخلوقاتِ کُل کی تخلیق ہوئی ہے لیکن اُس حُکم کے بھید کہے نہیں جا سکتے۔

اکال پُرکھ کے حُکم سے زندگی کی نشو و نما ہوتی ہے اور اُس کے حُکم میں ہی عزّت و آبرو ملتی ہے۔

اکال پُرکھ کے حکم سے اِنسان اچھا یا بُرا بن جاتا ہے اور اُسی کے حُکم میں لکھے ہوئے مقدار کے انحصار پر سُکھ اور دُکھ پاتا ہے۔

اکال پُرکھ کے حُکم میں کئی لوگ نعمتیں اور رحمتیں پاتے ہیں اور کئی ہمیشہ بھٹکتے (یعنی آواگون کے چکر میں پڑے) رہتے ہیں۔

اکال پُرکھ کے حُکم سے ہی سب کچھ ہو رہا ہے۔ اُس کے حُکم کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا (پتا بھی نہیں ہلتا)۔

اے نانکؔ! جو کوئی اکال پُرکھ کے حُکم کو سمجھ لیتا ہے۔ اُس میں گھمنڈ نہیں رہتا اور نہ ہی وہ خودی کی باتیں کرتا ہے۔

پوڑی (۳)

گاوَے کو تانُ ہووَے کسَے تانُ ۔
گاوَے کو داتِ جانَے نیشانُ ۔
گاوَے کو گُن وڈیائیا آچار ۔
گاوَے کو وِدیا وِکھمُ وِیچارُ ۔
گاوَے کو ساجِ کرے تن کھیہ ۔
گاوَے کو جیَ لَے پھِر دیہہ ۔
گاوَے کو جاپَے دِسَے دُورِ ۔
گاوَے کو ویکھَے ہادرا ہدُورِ ۔
کتھنا کتھی نہ آوَے توٹ ۔
کتھِ کتھِ کتھی کوٹی کوٹِ کوٹِ ۔
دیدا دے لَیندے تھکِ پاہِ ۔
جُگا جُگنتر کھاہی کھاہِ ۔
حُکمی حُکمُ چلاَے راہُ ۔
نانک وِگسَے ویپرواہُ ۔ ۳ ۔

گاوے = گانا۔ حمد و ثنا ۔
کو = کون ۔
تانُ = قوت۔ طاقت
ہووے = ہونا ۔
داتِ = صلہ۔ انعام ۔
جانے = جاننا ۔
نیسان = نشانی ۔
گُن = اوصاف۔ خوبیاں ۔
وڈیائی = عزت۔ آبرو ۔
چار = چار عنصر۔ آب، باد، آتش، خاک کی خوبی ۔
ودیا = علم۔ ہُنر

وِکھم = مشکل ۔
وچار = سوچ بچار ۔
تن = جسم ۔
کھیہ = راکھ۔ بھسم ۔
جیہ = زندہ پن۔ جان دار ۔
دیہہ = دے دینا ۔
دُور = دُوری پر ۔
ہادرا = حاضر ناظر ۔
ہدُور = نزدیک ۔

کتھنا = کہنا ۔
توٹ = اختتام ۔
کوٹی = کروڑ بار ۔
دیدا = دینے والا ۔
جُگا = ہندو شاستروں کے مطابق چار جُگ یعنی ستیہ یُگ۔ ترتیا یگ ۔ دواپر یگ اور کلجگ ۔
جُگانتر = بہت سے جُگ ۔

پوڑی (۳)

کوئی اکال پُرکھ کی بے پناہ اور عظیم قوت کے گُن گاتا ہے۔ جب اُس کو اُس کی بخششِ کرم سے ایسی قوت ہو جاتی ہے۔

کوئی اُس کی رحمتوں کو اُس کا نشان جان کر گاتا ہے۔

کوئی اُس کے اوصاف حمیدہ کو گاتا ہے۔

کوئی علمِ معرفت سے عرفان کے کٹھن بچار کو گاتا ہے۔

کوئی اُسے زندگی دینے اور پھر اسے فنا کرنے والا جان کر گاتا ہے۔

کوئی اُسے تن میں جان ڈال دینے اور پھر اسے لینے والا سمجھ کر اسکے گُن گاتا ہے

کوئی اُسے اپنے پاس اور کوئی دُور سے حاضر ناظر جان کر گاتا ہے۔

کوئی اُسے اپنے نزدیک حاضر حضور جان کر گاتا ہے۔

اس طرح کی باتیں کرنے کا کوئی شمار نہیں ہے۔

گرچہ کروڑوں لوگوں نے کروڑ ہا بار ایسی باتیں کہی ہیں۔

لیکن ربّ نعمتیں بخشتا ہی رہتا ہے اور ان رحمتوں کو پانے والے لے لے کر تھک جاتے ہیں یعنی رحمتیں پاتے اس سنسار سے چلے جاتے ہیں۔
اسی طرح یُگ یُگوں سے لوگ ان عطایات کو پاتے (حاصل کرتے) آرہے ہیں۔

قدرت کا اٹل نظام اُس کے حکم میں سدا چل رہا ہے۔

اے نانک وہ بے پرواہ (ربّ) عالمِ کُل کی نشو و نما سے مسرور (آنند) ہے۔

پوڑی (۴)

ساچا صاحِبُ ساچ ناءِ
بھاکھیا بھاؤ اپارُ۔
آکھیہ منگہہ دیہہ دیہہ دات کرے داتارُ۔
پھیر کِہ اگے رکھیئے جِت دِسے دربارُ۔
مُہو کِہ بولن بولیئے جِت سُن دھرے پیارُ۔
اَمرت ویلا سچُ ناؤ وڈیائی ویچارُ۔
کرمی آوے کپڑا ندری موکھُ دُوآرُ۔
نانک ایوے جانیئے سبھُ آپے سچیارُ = ۴ =

ساچا = سچّا
صاحب = مالک۔ خدا (اکال پُرکھ)
بھاکھیا = بولی۔ جاننا۔ واضح کرنا۔
بھاؤ = اُلفت۔ پیار۔ محبّت کرنا ؛ اُپار = بے شمار۔ بے حد۔
منگیہ = بھیک مانگنا۔ عاجزی سے مانگنا۔
رکھیہ = نذر کرنا۔ مُہو = مُنہ سے۔
کہ = کیا۔ بولیے = بولیں۔ کہیں۔
ناؤ = ربّ کا نام۔ وڈیائی = عظمت۔
کرمی = تقدیر۔ کپڑا = تن۔ جسم۔
ندری = نظرِ کرم۔ موکھُ = مُکتی۔
دُوآر = در۔ بارگاہِ الٰہی۔
ایوے = اِس طرح۔ جانیئے = سمجھ آجائے گی۔

پوڑی (۴)

اکال پرکھ سب کا مالک سچا (سدا قائم) ہے۔ اور اس کا نام بھی سچا ہے :

اُس کو بے حد پریم یعنی دِل و جان کی اُلفت سے جان لیا جاتا ہے (اُس کی عبادت و ریاضت ہوتی ہے۔) یعنی اپنے پریم کے مطابق اُس کا نام لیا جاتا ہے۔

اُس سے سب عاجزی سے نعمتیں مانگتے رہتے ہیں کہ اے ربّ نظرِ کرم کر اور وہ داتا رعطایات کی بخشش کرتا ہے۔

پھر اُس کے آگے یعنی در پر کیا بھینٹ کیا جائے جسے اُس کی بارگاہ کے دیدار نصیب ہوں

اور مُنہ سے کیا کہیں (بولیں) کیسی دُعا مانگی جائے جس سے سُن کر وہ پیار سے ہمکنار کر دے۔

(جواب) نُور کے تڑکے اُس کے سچے نام کا وِرد (سمرن) کرنے اور اُس کے بے بہا اوصاف اور عظمت کی دل کی لگن سے حمد و ثنا کریں۔

مُقدر سے اِنسانی جامہ ملتا ہے اور اکال پُرکھ کی نظرِ رحمت سے اُس کی اُلفت حاصِل ہوتی ہے یعنی اُس کی بخشش کرم سے مُکتی (نجات) کی راہ پائی جاتی ہے۔

اے نانک ! اکال پُرکھ کی بخشش سے یہ فہم آجاتی ہے کہ وہ سچ ہے اور اُس کا نُور ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔

پوڑی (۵)

تھاپیا نہ جائے کیتا نہ ہوئے۔
آپے آپ نرنجن سوئے۔
جن سیویا تن پایا مانُ۔
نانک - گاویئے گُنی ندھانُ۔
گاویئے سُنیئے من رکھیئے بھاؤُ۔
دُکھ پرہر سُکھ گھر لے جائے۔
گُرمکھ نادنگ گُرمکھ ویدنگ
گُرمکھ رہیا سمائی۔
گُر ایسر گُر گورکھ برما
گُر پاربتی مائی۔
جے ہو جانا آکھا ناہی
کہنا کتھن نہ جائی۔
گُرا اک دیہ بُجھائی۔
سبھنا جیا کا اِک داتا
سو مے وِسر نہ جائی = ۵ =

تھاپیا = قایم کرنا۔
کیتا = بنانا۔
نرنجن = پوتر۔
سیوئیا = عبادت کرنا۔
مان = عزت آبرو۔
گاویئے = صفت صلاح کرنا
گُنی = اوصاف والا
ندھان = خزانہ بھنڈار۔

بھاؤ = الفت - پیار
پرہر = ہٹا کر
گُرمکھ = مُرشد کی اُپدیش و ہدایت پر عمل کرنے والا
گُرمکھ نادنگ = گورو کا کلام الٰہی دھن
ویدنگ = وید کا گیان
گر = مُرشد کامل - گورو۔

ایسر = شیوہ جی - ایک خاص یوگی - موت کا دیوتا (بولے ایسر ست سروپ) رام کلی محلہ پہلا۔
گورکھ = پالنے والا دیوتا یا پالن ہار (اوپر گگن گگن یہ گورکھ تا کا اگم گُر پر واسی (مارو محلہ پہلا)
برہما - پیدائش کا دیوتا (پُران کے موجب سنسار کا موجد - کرتار۔)
پاربتی = لارڈ شیوہ کی اِستری
مائی = مائیا مائی ترے گُن پرسوت (مارو سولہے محلہ ۳) مائی (کرتار) کا سنسار کو مایا کے ساتھ بنانا (ایشور شکتی)

پوڑی (۵)

اکال پُرکھ کی شکل وصورت کی ساخت اور اس کی مُورت کی نقش گری نہیں ہو سکتی
اُس کی پاک وپوتر ہستی کا اپنے آپ سے پرکاش ہے۔
جس کسی نے بھی اُس (پرماتما۔ خُدا) کی عبادت وریاضت کی اُس نے
عزّت آبرُو وخوش حالی پائی۔
اے نانک! اُس بے بہا گنجینہ اوصاف کی حمد وثنا کریں۔
اُس کے نام کا وِرد کریں اور اس کے نام کو سُن کر من میں اُس کے نام کی اُلفت
پیدا کریں۔
کیونکہ پیار و اُلفت بھری حمد وثنا کرنے سے اُس کی رضا حاصِل ہوتی ہے۔
اس طرح حمد وثنا سے دُکھ اور مصائب سے چھٹکارا ملتا ہے اور ہر طرح کا سُکھ
چین (من میں) میسر ہوتا ہے۔
مُرشد کامل کا پاک کلام (بانی) الہٰی دُھن ہی من کا راگ ہے اور یہی خوشیوں
کا مُوجب ہے۔
اور گورُو (مُرشد) کی بانی (پاک کلام) ہی ویدوں کا گیان ہے۔
اِسی بانی میں معرفت کا علم سمایا ہوا ہے۔
مُرشد ہی میرا شیوہ جی۔ برہما۔ وشنو اور پاربتی ہے۔ کیونکہ یہ سب گورُو کی قوتیں ہیں اور
ان سے اُس کی قدرت کا ظہُور ہوتا ہے۔
اگر میں (نانک) اکال پُرکھ کے اوصاف (جہاں) کو جان بھی لوں تو بھی بیان
نہیں کر سکتا۔ (کیونکہ) اُن کا بیان ہو نہیں سکتا۔
اس لئے میری ایشور سے یہی دُعا ہے۔ کہ اے میرے مالک مجھے ایک بات کی
فہم بخش کہ جو مخلوقات عالم کا ایک ہی عطایات کرنے والا ربّ ہے۔
مجھے وہ کبھی بھی بھول نہ جائے۔

پوڑی (۶)

تیرتھِ ناوا جے تِس بھاوا
وِن بھانے رکہ ناۓ کری۔
جیتی سرٹھِ اُپائی ویکھا
وِن کرما کہ مِلے لئی۔
مَتِ وچ رتن جواہر مانِک
جے اِک گُر کی سِکھ سُنی۔
گُرا اِک دیھِ بُجھائی۔
سبھنا جیا کا اِکُ داتا
سو مے وِسر نہ جائی ۔۶۔

تیرتھ = مقدس مقامات جو عام طور دریا کے کنارے پر ہوتے ہیں۔
ناوا = اشنان کرنا۔نہانا۔
تِس = اُس ربّ (اکال پرکھ) کو
بھاوا = منظور ہو۔ کری = کرنا۔
جیتی سرٹھ = جتنی مخلوقات ہے۔
اُپائی = بنائی ہے۔ ویکھا = دیکھوں
کرما = کار۔مقدر۔ بُجھائی = سمجھانا۔فہم ہونا۔
مَتِ = بصیرت ۔ مے = مجھے۔
مانِک = قیمتی پتھر۔لال۔ گُر = گورو۔
سِکھ = ہدایت۔اُپدیش۔ داتا = بخشش کرنے والا۔

پوڑی (٦)

تیرتھوں (مقدس مقامات) کا اِشنان تب ہی قبول ہے۔ اگر ایسے تہاتے سے خداوند کی نظرِ عنایت حاصل ہو۔

لیکن اگر ایسے اشنان سے اُس کی خوشنودی حاصل نہیں۔ تو جانو کہ یہ عمل بے فائدہ ہے۔

جتنی بھی مخلوقات دیکھتا ہوں۔

اُس میں ربّ کی بخشش کرم کے بغیر کسی نے کچھ نہیں پایا ہے۔

اپنے گورو[1] (مُرشدِ کامل) کا ایک ہی شبدھ (اُپدیش۔نصیحت) سننے سے دماغی قوتوں میں رتن۔ جواہرات۔ قیمتی پتھر۔ لعل جیسی روشنی (چمک) آجاتی ہے۔

مجھے اپنے گورو (مُرشد کامل) سے یہی گیان حاصل ہوا ہے۔

کہ جو مخلوقات عالم کا مالک داتا واحد ربّ ہے۔ وہ مجھے بھول نہ جائے۔

---

[1] گوربانی میں گرُ۔ گورو اور گورشبدھ کا ایک ہی مطلب ہے۔
(مہاں کوش صفحہ 415)

پؤڑی (۷)

جے جُگ چارے آرجا -
ہور دسُونی ہوئے -
نوا کھنڈا وِچ جاڻیئے -
نال چلے سبھُ کوئے -
چنگا ناؤ رکھائے کے
جسُ کیرتِ جگ لیئِ -
جے تِس ندر نہ آوئی
ت وات نہ پُچھے کے -
کیٹا اندر کیٹُ کر
دوسی دوسُ دھرے -
نانک نرگُنِ گُنُ کرے
گُنُ ونتیا گُنُ دے -
تیہا کوئے نہ سُجھئی
جِ تِسُ گُنُ کوئے کرے = ۷ =

جے = اگر +
جُگ = یُگ
چارے = چاروں یُگ
ہور = مزید اور زیادہ
دسونی = دس گُنا -
کوئے = کوئی شخص -
نوا کھنڈا = پرتھوی کے نو حِصّے
چنگا = اچھا -

ناؤ = نام -
کیرت = عمل -
جگ = دُنیا -
تہ = تب -
وات = بات
پچھُے = پُوچھے گا -
کے = کوئی شخص
کر = رکھنا -
کیٹا = کیڑا - ادنیٰ -

دوس = خطاوار -
دھرے = لگائے - عائد کرنا
نرگن = بے وصف -
گُن = اوصاف -
تے ھا = اُس جیسا -
سُجھئی = جاننا دکھائی دینا

پ لوڑی (۷)

اگر دُنیا میں کسی شخص کی عُمر چار یگوں جتنی ہو۔

اور پھر اُس کی یہ عُمر بڑھ کر دس گُنا ہو جائے۔

اور پھر ایسے شخص کو دُنیا کے نو خطّوں میں عزّت و آبرو (ناموری) سے جانا پہچانا جائے۔

جس سے سب اُس کے آگے پیچھے چلتے پھرتے ہوں۔

اس قدر شہرت یافتہ نام سے اُس کا بول بالا ہو۔

جس سے اُس کا نام دنیا میں پُورے اعزاز سے لیا جائے۔

لیکن اس کے باوجُود اگر ایسے شخص پر اکال پُرکھ کا نظرِ کرم نہیں۔

تو کوئی بھی اُس کی بات تک نہیں پُوچھے گا۔

بلکہ وہ کیڑے مکوڑوں (نیچ آدمیوں) کی گنتی میں شُمار ہوگا۔

اور لوگ اُسے پاپی (خطاوار) سمجھ کر اُس پہ الزام دیں گے۔

اے نانک اکال پُرکھ بے وصف آدمیوں کو با اوصاف اور صالح بنا دیتا ہے

اور اوصاف والوں کو اوصاف حمیدہ بخشتا ہے۔

اکال پُرکھ جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔

جو بے وصف (شخص) کو اوصاف کا مالک بنا دے = ۷ =

پوڑی (٨)

سُنِئےَ سِدھ پیر سُر ناتھ -
سُنِئےَ دھرتِ دھوُلُ آکاس -
سُنِئےَ دِیپ لوَءُ پاتال -
سُنِئےَ پوہِ نہ سکےَ کالُ -
نانک بھگتا سدا وِگاسُ -
سُنِئےَ دُوکھ پاپ کا ناسُ ॥٨॥

سُنِئےَ = صبر و استقلال سے سُنتا (ناہِ سُنِئےَ من رہِئےَ نامے سانت آئی) ناہِ سُنِئےَ من ترپتےَ سب دُکھ گوائی پوڑی محلہ پہلا، 1239)

سِدھ = یوگی۔ معجزانہ شکتی والا۔ جن کے 84 فرقے ہیں۔ (سنت)

پیر = پاک شخص۔ فقیر +

سُر = ہندو شاستروں کے مطابق دیوتے۔ جن کی تعداد ٣٣ کروڑ بتلائی گئی ہے۔

ناتھ = مالک۔ خدا۔ اکال پُرکھ + دھرت = دھرتی۔ زمین +

دھول = سفید بیل۔ پُران کے مطابق جس بیل نے دھرتی کا بوجھ تھامے ہوئے ہے لیکن گورو نانک دیو جی اس تصوّر سے مُتفق نہیں۔ بملاحظہ جپ جی صاحب پوڑی ١٦۔

آکاش = فلک ÷ دیپ = پرتھوی کا وہ حصّہ جس کے چاروں طرف پانی ہو۔

لوءُ = دُنیا کے خطے ÷ پوہِ = پڑنا۔ سمانا + کال = سماں۔ موت۔ وقت +

بھگت = خدا پرست۔ عابد ÷ سدا = ہمیشہ +

وِگاس = تسکین۔ مسرّت ÷

پاپ = گُناہ ناس = خاتمہ۔ مِٹ جاتا۔

پوڑی (۸)

اکال پُرکھ کا نام یا گورُو کا اُپدیش یقین کامل اور صدق دلی سے سُننے سے سادھوؤں۔ پیروں۔ یوگیوں اور دیوتاؤں جیسی بصیرت آجاتی ہے۔ (یعنی گورُو کا اُپدیش سُننے سے سادھوؤں۔ پیروں۔ یوگیوں کی اصلیت کا علم ہو جاتا ہے۔)

اُس کا نام سُننے سے دُنیائے عالم کے ہر خطّے آکاش۔ پاتال اور دھرم شاستروں کے عقیدے کے مطابق اُس سفید بیل کا جس نے کہ دھرتی کا بوجھ تھامے ہوئے ہے کی آگاہی ہو جاتی ہے۔

اکال پُرکھ کا نام سُننے سے موت کے فرشتے کا ڈر نہیں رہتا۔ یعنے مادیات کے عنصر پر قابو پا لیا جاتا ہے۔

(اے نانک! خُدا پرست (بھگت) سدا خوش حال رہتے ہیں۔

(کیونکہ) اکال پُرکھ کا نام (گورُو کا اُپدیش) سُننے سے سبھی مصائب اور پاپ مٹ جاتے ہیں ؛ = ۸ =

لوڑی (۹)

سُنِئے اِیسرُ برما اِنْدُ -
سُنِئے مُکھِ صالاحن منڈُ -
سُنِئے جوگ جُگت تنِ بھید -
سُنِئے ساست سِمرتِ وید -
نانک بھگتا سدا وِگاسُ -
سُنِئے دُکھ پاپ کا ناسُ =۹=

الیسَر = الیشور۔ ربّ (بولے الیسر ست سروپ) رام کلی محلہ پہلا
برما = برہما۔ خالقِ کُل = وائیگورو= اکال پُرکھ = جگت ناتھ = (پانڈے ایسا برہم بیچار۔ (آسا محلہ پہلا)
اِنْدُ = سُورگ کا دیوتا۔ اِندر دیوتا۔
مُکھ = مُنہ۔
صالاحن = صفت صلاح کرنی۔
جوگ = وصل۔
تن = جسم۔
بھید = راز۔
ساست = شاستر (ہندو کے چھ شاستر ہیں)
سمرت = سمرتی۔
وید = ہندوؤں کی مقدس کتاب جن کی تعداد چار ہے :۔ رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید۔ اتھر وید ؛

پوڑی (۹)

اکال پُرکھ کا نام (گورُو کا اُپدیش یقین کامل اور صدق دلی سے) سُننے سے شیوجی اندر دیوتا اور برہما کی افضیلت کا گیان حاصل ہو جاتا ہے۔

اکال پرکھ کا نام (گورُو کا اپدیش) سُننے سے نا اہل اور نیچ آدمی بھی روشن دماغ ہو کر ربّ کی حمد و ثنا کرنے کے اہل ہو جاتے ہیں۔

اکال پرکھ کا نام (گورُو کا اُپدیش) سُننے سے انسان پر خدائی وصل کے بھید اور تن کے راز افشا ہو جاتے ہیں۔

اکال پُرکھ کا نام (گورُو کا اُپدیش) سُننے سے انسان کو ویدوں شاستروں اور سمرتیوں کا علم آ جاتا ہے۔

اے نانک! خدا پرست (بھگت) سدا خوش حال رہتے ہیں۔

کیونکہ اکال پُرکھ کا نام (گورُو کا اُپدیش) سُننے سے سبھی مصائب اور پاپ مٹ جاتے ہیں = ۹ =

پوڑی (۱۰)

سُنِئےَ سَتُ سَنتوکھُ گیانُ۔
سُنِئےَ اَٹھ سَٹھِ کا اِسنانُ۔
سُنِئےَ پڑِ پڑِ پاوہِ مانُ۔
سُنِئےَ لاگےَ سَہجِ دھیانُ۔
نانکؔ بھگتا سدا وِگاسُ۔
سُنِئےَ دُوکھ پاپ کا ناسُ = ۱۰ =

سَت = سچ۔ پاک و پوتر۔ خُدا۔ اکال پُرکھ = (رج تم ست کل تیری چھائیا۔)
(مارو سوٗلے محلہ پہلا۔)

ست اور ست شبد۔ واہگورو۔ اکال پُرکھ۔ پار برہم کے لئے ہے۔
سنتوکھ = تسکین قلب
گیان = آگاہی۔ علم معرفت۔
اٹھسٹھ = ہندوؤں کے اٹھاسٹھ تیرتھ ہیں (یہاں سب تیرتھوں سے مراد ہے)
شری دربار صاحب امرت سر کے پاس دُکھ بھنجی اور تھڑا صاحب کے پاس ایک
خاص استھان جہاں شری گورو ارجن دیو جی نے رام کلی راگ میں اٹھسٹھ تیرتھ
جہ سادھو پگ دھارا کا شبد اُچارن کیا۔ اس استھان پر سری گورو نانک دیو جی
گورو انگد دیو جی۔ گورو امرداس جی اور گورو رام داس جی نے بھی قیام فرمایا ہے
یہاں مہاراجہ رنجیت سنگھ کا سونے کی چھوٹی چھتری والا بنایا ہوا استھان
بھی ہے (بحوالہ مہان کوش۔ صفحہ 49۔)

مان = نیک نامی۔ عزّت ؛ سہج = دھیرے دھیرے۔ حوصلے سے
دھیان = کسی چیز میں اپنا آپ ٹکاؤ سے رکھنا۔ محو ہونا ؛ وِگاس = خوشی۔ پرکاش

پوڑی (۱۰)

اکال پُرکھ کا نام (گوروُ کا اُپدیش) یقین کامل اور صدق دلی سے سُننے سے من میں حق و صداقت کا گیان اور تسکینِ قلب حاصل ہوتا ہے۔

اکال پُرکھ کا نام (گوروُ کا اُپدیش) سُننے سے تمام تیرتھوں کے اشنان و زیارت کا ثواب (درجہ) حاصل ہو جاتا ہے۔

اکال پُرکھ کے نام کا وِرد (سمرن) کرتے اور سُننے سے انسان کو عزّت و شان ملتی ہے۔

اکال پُرکھ کا نام سُننے سے آتما اُس کی سچّی یاد میں محو ہو جاتی ہے۔

اے نانک! خدا پرست دائمی خوشیاں مناتے ہیں (سدا خوش حال رہتے ہیں)

(کیونکہ) اکال پُرکھ کا نام (گوروُ کا اُپدیش) سُننے سے سب مصائب اور پاپ مٹ جاتے ہیں = ۱۰ =

پوڑی (١١)

سُنِئےَ سرا گُنا کے گاہ۔
سُنِئےَ سیخ پیر پاتِ ساہ۔
سُنِئےَ اندھے پاوہِ راہُ۔
سُنِئےَ ھاتھ ہووے اُسگاہُ۔
نانک بھگتا سدا وِگاسُ۔
سُنِئےَ دُوکھ پاپ کا ناسُ = (١١) =

سرا = سمندر کی گہرائی۔ دھرم میں راستی کی راہ
گُنا = اوصاف۔خوبیاں۔گُن۔
گاہ = درجہ۔مُقام
پیر = پاک باز
پاتِ ساہ = بادشاہ
اندھے = لاعلم
پاوہِ = حاصل ہوتا
راہُ = راستہ
ہاتھ ہووے = بے انت کا ہاتھ آنا۔ اتھاہ کا علم ہونا۔عرفان حاصل ہونا۔
اُسگاہ = بہت گہری خلیج۔ (OCEAN)

پوڑی (۱۱)

اکال پُرکھ کا نام (یا مرشد کامل کا اُپدیش) سُننے سے نیکی اور خوبیوں کے اوصاف کے سمندر کا مقام پایا جاتا ہے۔ گویا کہ سمندر کی گہرائی کے مانند بے انت دُنیاوی اُمور کی خوبیوں اور اوصاف کا مالک بن جاتا ہے۔

اکال پُرکھ کا نام سُننے سے (خدا پرست) شیخ اور پیر جیسا صالح اور بادشاہی منزلت کا درجہ پا لیتے ہیں۔

اکال پُرکھ کا نام سُننے سے (اندھے) لا علم بھی زندگی کی راہ پا لیتے ہیں۔ (عالم و فاضل ہو جاتے ہیں)

اکال پُرکھ کا نام سُننے سے (خدا پرست) وسیع سنسار کے مسائل یعنی گہرے سمندر میں بھی اپنی منزل قریب تر پا لیتے ہیں۔

اے نانک خدا پرست ہمیشہ خوش حال رہتے ہیں۔

(کیونکہ) اکال پُرکھ کا نام (گورو کا اپدیش) سُننے سے اُن کے مصائب اور پاپ مٹ جاتے ہیں = ۱۱ =

پوڑی (۱۲)

منّے کی گت کہی نہ جائے۔
جے کو کہے پِچھے پچھتائے۔
کاگدِ قلم نہ لِکھن ہارُ۔
منّے کا بہہ کرن ویچارُ۔
ایسا نامُ نرنجنُ ہوئے۔
جے کو من جانے مِن کوئے = ۱۲ =

منّے = منے ناؤ سوئی جِنڑ جائے اور ہی کرم نہ لیکھے لاہ (رام کلی کی وار محلہ پہلا)۔

(مطلب) اکال پُرکھ (خُدا) کا نام ماننے والا جیت گیا۔ دوسرے کسی کام سے نظر کرم نہیں ہوتی۔

(ناہِ منئے سُرت اُپجے نائے مت موئی۔ تاہِ منئے گُن اُپجے نامے سکھ ہوئی۔ پوڑی محلہ پہلا = (124) =

(مطلب) اکال پُرکھ کے سچّے نام کو ماننے سے بصیرت آتی ہے اور دل و دماغ روشن ہوتا ہے۔ اوصاف اُجاگر ہوتے ہیں اور تسکینِ قلب حاصل ہوتا ہے۔

گتِ = حالت۔
بہہ = بیٹھ کر۔
پِچھے = پیچھے۔
ویچار = سوچ بچار سے۔
کاگدِ = کاغذ۔
نامُ = خدا کا نام۔
لِکھنار = کاتب۔
نرنجن = پاک و پوتر۔

پوڑی (۱۲)

اکال پُرکھ کا نام (گورو کا اُپدیش) لیقین کامل اور صدق دلی سے ماننے والے کی اشرفیت وافضیلت وشادمانی کی حالت بیان کرنا کس کے بس کی بات ہے۔

جو کوئی اُس حالت کو بیان کرے وہ آخر پہ پچھتاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے بہت کم کہا ہے۔

کاغذ پر کسی بھی قلم سے کوئی کاتب اکال پُرکھ کے نام کو یا گورُوجی کے اپدیش کو یقین کامل اور صدق دلی سے ماننے والے کی عظمت اور شادمانی کو لکھ نہیں سکتا۔

اکال پُرکھ کے نام کو جو من سے مانتا ہے وہ تعریفوں سے بالاتر ہے۔ اس کے بارے مِل بیٹھ کر یہی وچار کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ بہت بڑا ہے۔

ایسا اکال پُرکھ کا نام پاک و پوتر ہے۔

جو اُس نام کو من سے مانتا ہے۔ اُس کو اُس کی عظمت کی آگاہی ہوتی ہے۔

پوڑی (۱۳)

منّے سُرتِ ہووَے مَنِ بُدھِ ۔

منّے سگل بھون کی سُدھِ ۔

منّے مُہِ چوٹا نہ کھاۓ ۔

منّے جم کے ساتھ نہ جاۓ ۔

ایسا نامُ نِرنجنُ ہوۓ ۔

جے کو مَن جانے مَنِ کوۓ = ۱۳ =

سُرت = روشن ضمیری ۔بصیرت ۔
من = رُوح ۔
بُدھ = دانائی ۔عقل ۔
سگل = تمام ۔سب ۔
بھون = مقدس مقام ۔
سُدھ = گیان ۔علم ۔معرفت ۔
مُہ = مُنہ سے ۔
چوٹا = چوٹیں ۔مصائب ۔سختی ۔
کھاۓ = علمی
جم = ملک الموت کا فرشتہ ۔ ساتھ = ہمراہ ۔

پلوڑی (۱۳)

اکال پُرکھ کے نام (گورو کے اپدیش) کو صدق دلی اور من کی لگن سے ماننے والے کو دانائی اور سوچ سمجھ (بصیرت) آجاتی ہے۔

اُس کے نام کو من سے ماننے والے کو سب سنسار کی علمیت ہو جاتی ہے

اُس کے نام کو من سے ماننے والے سنسار میں مُنہ کی نہیں کھاتے (یعنی من سے اکال پُرکھ کے نام یا اپنے مُرشد کا اپدیش ماننے والے وِکاروں، بُرائیوں کی چوٹیں (مصائب) نہیں سہتے۔ ایسے لوگ انسانیت کا فرض نبھانے کے لئے نیکی کے راستے پر چلتے ہیں جس سے اُن کی دنیاوی رکاوٹیں دُور ہو جاتی ہیں اور اس طرح ایسے انسان کو اپنے فرض شناسی کا پُورا احساس ہوتا ہے اور اپنے دھرم (مذہب) کے فرض منصبی کے ساتھ پُورا واسطہ رہتا ہے۔

اکال پُرکھ کا نام من سے ماننے والے ملک الموت کے فرشتے کے خوف سے مبرّا ہو جاتے ہیں (یعنی وہ آواگون کے چکر سے بچ جاتے ہیں)

اکال پُرکھ کا نام ایسا پاک و پوتر ہے۔

جو کوئی اُس کے نام کو من سے مانتا ہے۔ وہی اُسے پاتا ہے=۱۳=

پوڑی (۱۴)

مَنّے مارگِ ٹھاکِ نہ پاٸے۔
مَنّے پتِ سِئُو پرگٹُ جاٸے۔
مَنّے مَگُ نہ چلّے پَنّتھُ۔
مَنّے دھرم سیتی سَنبَندھُ۔
ایسا نامُ نرنجنُ ہوٸے۔
جے کو مَنّ جانے مَنِ کوٸے ۔۱۴۔

مارگ = راستہ۔
ٹھاک = روکاوٹ۔ روک ٹوک۔
پتِ = عزّت۔
سِئُو = ساتھ۔
پرگٹ = ظاہر ہونا۔
مَگ = چھوٹا راستہ۔ پگڈنڈی۔
چلّے = چلنا۔
پنتھ = صحیح راستہ۔ دُرست راہ۔
دھرم = نیک چلن۔ اِنصاف۔
سنبندھ = ملاپ۔ وصل۔

پوڑی (۱۴)

اکال پُرکھ کے نام (گورُو کا اپدیش) کو صدق دلی اور من سے ماننے والے کی زندگی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں رہتی۔

اکال پُرکھ کے نام کو من سے ماننے والے کو سنسار میں عزّت و آبرُو کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

اکال پُرکھ کے نام کو من سے ماننے والے کا اپنے دھرم (فرض منصبی) سے واسطہ رہتا ہے۔ اور وہ اپنے مذہب کی سچّی راہ سے گمراہ نہیں ہوتا۔

اکال پُرکھ کا نام من سے ماننے والے اپنے دھرم سے پَیوست رہتے ہیں جسے وہ اپنا فرض پہچان کر سچائی اور نیکی کے راستے پر گامزن رہتے ہیں۔

اکال پُرکھ کا نام ایسا پاک و پوتر ہے۔

جو کوئی اُس نام کو من سے مانتا ہے وہی اُسے پاتا ہے = ۱۴ =

پوڑی (۱۵)

مَنّے پاوہِ موکھُ دُوآرُ۔
مَنّے پروارَے سادھارُ۔
مَنّے ترَے تارَے گرُ سِکھ۔
مَنّے نانک بھَوہِ نہ بھِکھ۔
ایسا نامُ نرنجنُ ہوئے۔
جے کو مَنِ جانے مَن کوئے = ۱۵ =

پاوہِ = حاصل ہوتا۔
موکھُ = مُکتی۔
دُوآرُ = دروازہ۔ نو دُوآرے پرگٹ کئے دسواں گُپت رکھائیا (آنند صاحب)
پروارے = عزیز و اقارب۔ آل عیال۔
سادھارُ = سُدھار۔ ریفارم۔
گرُ = مُرشد۔
سِکھ = مرید۔ سِکھ۔

پوڑی (۱۵)

اکال پُرکھ کا نام (گورو کا اپدیش) صدق دلی اور من سے ماننے والے کو مکتی (نجات) کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

اکال پُرکھ کے نام کو من سے ماننے والے کے عزیز و اقارب اور آل وعیال کا سُدھار ہو جاتا ہے۔

اکال پُرکھ کے نام کو من کی لگن سے ماننے والا مکتی پاکر اپنے مرید اور سنگھ (مذہبی مجلس) کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔

اے نانک! اکال پُرکھ کا نام من سے ماننے والے بھیک نہیں مانگتے یعنی اُن کی آتما آواگون کے چکر میں نہیں بھٹکتی۔

اکال پُرکھ کا نام اس قدر پاک و پوتر ہے۔

جو کوئی اُس کے نام کو من کی لگن سے مانتا ہے وہی اُسے پالیتا ہے۔ (۱۵)

پؤڑی (۱۶)

پنچ پروان پنچ پردھان۔
پنچے پاوہِ درگہہِ مانُ۔
پنچے سوہِ درِ راجانُ۔
پنچا کا گُر ایکُ دِھیانُ۔
جے کو کہے کرے وِیچارُ۔
کرتے کے کرنے ناہی سُمارُ۔
دھولُ دھرمُ دئیا کا پوُتُ۔
سنتوکھُ تھاپِ رکھیا جن سُوتِ۔
جے کو بُجھے ہووے سچیارُ۔
دھولے اُپر کیتا بھارُ۔
دھرتی ہورُ پرے ہورُ ہورُ۔
تِس تے بھارُ تلے کونُ جورُ۔

پنچ = خدا پرست۔ خدا پر یقین رکھنے والا۔ سنت
پروان = مقبول۔ پاوہ = حاصل ہونا
درگہہ = بارگاہِ الٰہی۔ سوہے = احترام پاتا۔
راجان = بادشاہوں کا بادشاہ۔ خدا۔ دِھیان = محو ہوتا۔
سُمار = شمارہ۔ دئیا = رحم۔ پوُت = بیٹا۔ الٰہی نظام کا قانون۔
جن = جس کسی نے؛ سُوتِ = درستی۔
بھار = بوجھ۔ دھرتی = زمین۔ جور = طاقت۔

پوڑی (۱۶)

اکال پُرکھ کے دربار میں سنت (خُدا پرست) مقبول ہوتے ہیں
اور لوگوں میں سردار بڑے مانے جاتے ہیں۔

خُدا پرست اُس کی بارگاہ میں عزّت و آبرو پاتے ہیں۔

خُدا پرست (سنت) شہنشاہِ عالم کے دربار میں راجوں مہاراجوں
جیسا احترام پاتے ہیں۔

خُدا پرست (سنت) اکال پُرکھ کی یاد میں محو رہتے ہیں۔

اگر کوئی قدرت کی کائنات کے بارے بتائے تو اس بارے سوچ بچار
سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ

قادر کی تخلیق کا کوئی شمارہ نہیں ہے۔

ہندو دھرم شاستروں کے عقیدے کے مطابق اُس دھارمک بیل کا تذکرہ
ہے جس کے بارے میں قیاس ہے کہ اُس نے دھرتی کا بوجھ تھامے ہوئے ہے اس کے
متعلق فرمان ہے کہ دھول ایک نصیحت آمیز مصنوعی (خیالی) بیل ہے۔ جو زمین
کو تھامے ہوا ہے درحقیقت یہ ایک الٰہی قانون (اصول) یا قدرت کا اٹل نظام
ہے جو رحم اور انصاف پر مبنی ہے۔

اور پورے صبر و تحمل سے اپنے فرض (دھرم) کی سچّی راہ پر انصاف اور حق
پر گامزن رہ کر نظام فلکیات و ارضیات چلا رہا ہے۔
اگر کوئی قدرت کے نظام کو حقیقی طور فہم و فراست سے جان لے تو وہ
اس قابل ہوتا ہے کہ اسکے من میں آگاہی ہو جاتی ہے۔
بھلا! ایک ایسا بیل کیسے ساری دھرتی کا بوجھ تھام سکتا ہے۔
جبکہ دھرتی کے نیچے کئی پاتال ہیں۔
تو اُن کا بوجھ کون تھامے ہوئے ہے۔

جیئہ جاتِ رنگا کے ناؤ۔
سبھنا لِکھیا وُڑی کلام۔
ایہہ لیکھا لِکھ جانے کوئے۔
لیکھا لکھیا کیتا ہوئے۔
کیتِیا تانُ سُوالیہ رُوپُ۔
کیتی دات جانے کَوُن کُوتُ۔
کیتا پساؤ ایکو کواؤ۔
تِس تے ہوئے لکھ دریاؤ۔
قُدرتِ کون کہا وِیچارُ۔
وارِیا نہ جاوا ایک وار۔
جو تُدھُ بھاوے سائی بھلی کار۔
تُو سدا سلامتِ نرنکار = ۱۶ =

جیئہ جات = جتنی مخلوقات ہے۔ رنگا = مختلف رنگ۔
وڑی = رواں۔ کلام = بانی۔
ایہہ = یہی۔ لیکھا = حساب کتاب۔
سُوالیہ = نہایت سُندر۔ رُوپ = سُندرتا۔
کُوت = پھیلاؤ۔ کواؤ = ایک قلم سے۔
وارِیا = صدقے ہونا۔ بھاوے = رضا۔
سائی = وہی۔ بھلی = سب سے اچھی۔

سنسار میں بے شمار ذات۔ جنس اور نام کی (مخلوقات) کی نشو و نما ہو رہی ہے۔

اُن کا مقدر اُس کی رواں قلم سے لکھا ہوا ہے (یعنی تمام مخلوقات کی افزائش نشو و نما خالقِ کل کے حکم سے ہو رہی ہے۔)

نظام خداوندی اور کائنات کا شمارہ کون کر سکتا ہے۔

اگر یہ شمارہ لکھا بھی جائے تو کس قدر لکھا جا سکتا ہے۔ جب کہ یہ حساب کتاب کی حدُود سے باہر ہے۔

اے ربّ! تیری کتنی بے پناہ قوّت اور کیسا سندر سُہانا رُوپ ہے

تیری اَن گنت رحمتوں اور نعمتوں کو کون جان سکتا ہے۔

اکال پُرکھ کے ایک ہی حُکم ازلی سے سنسار کا وجُود ہوا ہے۔

اُسی حکم سے لاکھوں دریا پھوٹ پڑے ہیں۔

قُدرت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

مُجھ (نانک) میں اتنی قوت کہاں کہ اے ربّ! تیری قدرت پر ایک ہی بار فِدا ہو جاؤں۔

اے نِرنکار (خُدا) تو سدا سلامت (ہمیشہ قائم دائم) ہے۔

جو تیری رضا ہے اُسی میں بہتری ہے۔ = ۱۶ =

پوڑی (۱۷)

اسنّکھ جپ اسنّکھ بھاؤ۔
اسنّکھ پوجا اسنّکھ تپ تاؤ۔
اسنّکھ گرنتھ مُکھ وید پاٹھ۔
اسنّکھ جوگ مَن رہے اُداس۔
اسنّکھ بھگت گُن گیان وِچار۔
اسنّکھ ستی اسنّکھ داتار۔
اسنّکھ سُور مُہ بھکھ سار۔
اسنّکھ مون لِو لائے تار۔
قُدرت کون کہا وِچارُ۔
وارِیا نہ جاوا ایک وار۔
جو تُدھ بھاوے سائی بھلی کار۔
تُو سدا سلامت نرنکار = ۱۷

اسنکھ = اَن گنت۔ جپ = وِرد۔ (سمرن)
بھاؤ = اُلفت۔ پریم۔ پیار۔ تپ = عبادت کے طریقے۔
تاؤ = عبادت کا کٹھن طریقہ۔ گرنتھ = مقدس کتاب۔
مُکھ = مُنہ سے ٭ ستی = سخی۔ سچا عابد ٭ سُور = سُورمے۔ بہادر ٭ تار = ٹکاو سے +

لوڑی (۱۷)

دُنیا میں اَن گنت لوگ پیار اور سچّی الفت سے یادِ خدا میں محو ہیں۔

اَن گنت لوگ پوجا۔ پاٹھ اور مشکل سے مشکل طریقوں سے عبادتِ خُدا میں مشغُول ہیں۔

اَن گنت لوگ ویدوں و دیگر مذہبی گرنتھوں کا زبان سے ورد (پاٹھ) کر رہے ہیں۔

اَن گنت یوگی وصوفی لوگ دل سے مادیات سے اُداس ہو کر بیٹھے ہیں

اَن گنت لوگ قدُرت کی صلاحیتوں کی مداح کر رہے ہیں۔

اَن گنت سخّی اور راستباز بھی ہیں۔

اَن گنت بہادر اور دلیر ہیں جو مُنہ کی نہیں کھاتے۔

اَن گنت چُپ چاپ ٹِکاؤ سے خُدا کی یاد میں (سمادھی لگا کر) بیٹھے ہیں۔

قدرت کی کائنات کا کون شمارہ کر سکتا ہے جبکہ یہ بیان بھی نہیں ہو پاتی۔

تب کیوں نہ میں خالقِ کُل پر ایک ہی بار فدا ہو جاؤں اور اُس کی حمد و ثنا کرتا یہی کہوں کہ اَے مالک :-

جو تیری رضا ہے۔ وہی سب سے بہتر ہے۔

جبکہ اے رُوپ رنگ سے بالاتر ایشور (اکال پُرکھ) تو سدا ہی سلامت (ہمیشہ قائم دائم ہے) = ۱۷

پوڑی (۱۸)

اسنکھ مُورکھ اندھ گھور۔
اسنکھ چور حرام کھور۔
اسنکھ امر کرِ جاہِ جور۔
اسنکھ گل وڈھِ ہتیا کماہِ۔
اسنکھ پاپی پاپُ کرِ جاہِ۔
اسنکھ کوڑِ آر کوڑے پھراہِ۔
اسنکھ ملیچھ مل بھکھِ کھاہِ۔
اسنکھ نندک سِر کرہِ بھارُ۔
نانک نیچُ کہے وِچارُ۔
وارِیا نہ جاوا ایک وار۔
جو تُدھُ بھاوے سائی بھلی کار۔
تُو سدا سلامت نرنکار = ۱۸ =

مُورکھ = بیوقوف۔ نادان + گھور = بہت زیادہ۔ اندھیر گردی۔ دگُور بن گھور اندھار)
چور = بے اعتبار شخص + حرام کھور = دھوکہ باز۔ فریبی +
امر = ہمیشہ زندہ رہے۔ جور = جبر۔ طاقت۔
ہتیا = قتل کا جرم + کوڑیار = جھوٹا + ملیچھ = پاپ کرنے والا۔ نیچ آدمی + کھاہِ = کھانا +
مل = ال مل۔ گند + بھکھ = بھیک + نیچ = عاجز +
نندک = عیب جوئی کرنے والا + بھارُ = بوجھ گناہ کا + وِچار = فیصلہ۔ سوچ بچار +

پوڑی (۱۸)

اَن گِنت نہایت لاعلم لوگ ہیں جو حقایق کو نہیں سمجھتے یعنی یادِ خدا کی طرف مائل نہیں ہوتے بلکہ مادیات کی طرف رجوع رہتے ہیں۔

اَن گِنت چور ہیں جو غیر اخلاقی طور طریقے سے دھن کی کمائی (دغابازی) سے گذران کرتے ہیں۔

اَن گِنت جابر و ظالم ہیں جو ظلم و جبر کر کے اس دُنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔
اَن گِنت لوگوں کے گلے کاٹ کر ہتیا کر لیتے ہیں۔
اَن گِنت گنہگار پاپی ہیں جو پاپوں میں سرزد ہو کر اس دنیا سے چلے جاتے ہیں

اَن گِنت جھُوٹ بولنے والے ہیں جو دروغ گوئی کے جال میں پھنسے رہتے ہیں (جھُوٹ در جھوٹ بولتے ہیں)

اَن گِنت نیچ اعمال کے لوگ الم غلم (ال مل) گندہ۔ شراب اور نکمّی چیزیں کھا کر زندگی بسر کرتے ہیں۔

ان گِنت لوگ دوسروں کی عیب جوئی کرتے ہیں اور اس طرح اپنے سَر پر گناہوں کی گٹھڑی اُٹھائے رہتے ہیں۔

بے نیاز نانک کا نیچ اعمال کے لوگوں کے بارے ایسا ہی وِچار (فیصلہ) ہے
مجھ (نانک) میں اتنی قوت کہاں کہ اے ربّ تیری قدرت پر ایک ہی بار حقیقتاً فدا ہو جاؤں۔
جو تیری رضا ہے وہی سب سے بہتر ہے۔
جبکہ اے رُوپ رنگ سے بالاتر ایشور (اکال پُرکھ) تو سدا ہی سلامت (ہمیشہ قائم دائم ہے)۔ = ۱۸ =

پوڑی (۱۹)

اسنکھ ناؤ اسنکھ تھاؤ۔
اگم اگم اسنکھ لوء۔
اسنکھ کہہ سر بھار ہوئے۔
اکھری نامُ اکھری صالاح۔
اکھری گیانُ گیت گن گاہ۔
اکھری لکھنُ بولنُ بانِ۔
اکھرا سر سنجوگُ وکھانِ۔
جِن ایہہ لکھے تِس سِر ناہِ۔
جِو فرمائے تِو تِو پاہِ۔
جیتا کیتا تیتا ناؤ۔
وِنُ ناوے ناہی کو تھاؤ۔
قدرت کون کہا ویچارُ۔
وارِیا نہ جاوا ایک وار۔
جو تدھُ بھاوے سائی بھلی کار
توُ سدا سلامت نرنکار = ۱۹ =

تھاؤ = قیام گاہ + اگم اگم = علمیت سے بعید مشکل سے مشکل + لوء = خطے + کہہ = کہنے والے
اکھری = حرفوں سے + نام = خدا کا نام + صالاح = تعریف کرتا + گیان = علم معرفت +
گیت = شبد۔ بھجن + لکھن = نوشت کرنا + بولن = بولنا + بان = بولی + سر = سر +
سنجوگ = ماتھے کی لکیر۔ مقدر + جو = جس طرح + فرمائے = حکم الٰہی + تو تو = ویسا ہی + جیتا = جس قدر
کیتا = پیدائش کی + وِن = بغیر + تیتا = ویسا +

پوڑی (۱۹)

اکال پُرکھ (خُدا) کے اَن گنت نام اور استھان ہیں۔
دنیا میں اَن گنت اور مشکل سے مشکل ایسے خطے ہیں جو انسان کی علمیت سے بعید ہیں۔
یہ اِس قدر لاتعداد ہیں کہ اَن گنت کا لفظ بھی ان کے لئے استعمال کرنا بھی اپنے سَر پر بوجھ اُٹھانا ہے (بھاری بھُول ہے۔)
(شبدھ) حرفوں سے اکال پُرکھ کا نام لیا جاتا ہے اور حرفوں سے حمد وثنا ہوتی ہے۔
شبدھ سے ہی علم معرفت حاصل ہوتا ہے اور شبدھ سے ہی اُس کے اوصاف کے راگ الاپے جاتے ہیں۔
حرفوں سے ہر کوئی زبان لکھی اور بولی جاتی ہے۔
حرفوں ہی سے ماتھے پر لکھا ہوا مقدر ظاہر ہوتا ہے۔
لیکن جس (الہٰی طاقت) نے انسان کا مقدر لکھا ہے۔ اُس کے اپنے ماتھے پر کوئی (لکیر) نہیں۔ (یعنی وہ مقدر کی لکیر سے بالاتر ہے۔)
جو اُس کی رضا (حکم) ہے ویسا ہی سب کو ملتا ہے۔
جس قدر بھی دُنیائے عالم کی تخلیق ہے۔ اُس سے اُس کے نام کی سراہنا ہوتی ہے۔
جب کہ نام کے بغیر کوئی مقام یا شئے نہیں ہے۔
قدرت کی کائنات کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔
مجھ نانک میں اتنی قوت کہاں ہے کہ قُدرت پر ایک ہی بار حقیقتاً فِدا ہو جاؤں۔
جو تیری رضا ہے وہی سب سے بہتر ہے۔

اے روپ رنگ سے بالاتر ایشور (اکال پُرکھ) تو سدا سلامت (ہمیشہ قائم دائم) ہے +

پوڑی (۲۰)

بھریئے ہتھ پیر تن دیکھ۔
پانی دھوتے اُترس کھیہ۔
مُوت پلیتی کپڑ ہوئے۔
دے صابُون لئیے اوہ دھوئے۔
بھریئے مت پاپا کے سنگ۔
اوہ دھوپلے ناوے کے رنگ۔
پُنّی پاپی آکھن ناہِ۔
کر کر کرنا لکھ لے جاہُ۔
آپے بیج آپے ہی کھاہُ۔
نانک حکمی آوہُ جاہُ ۔۔۲۰۔۔

بھریئے = آلودہ ہوجاتا+ ہتھ = ہاتھ+ پیر = پاؤں+
تن = جسم۔ دیکھ = بدن۔ اُترس = اُترجاتا۔
کھیہ = مٹی۔گردوغبار۔راکھ۔ پلیتی = ناپاک۔
کپڑ = کپڑے۔ دھوے = دھوئیں۔
مت = بدھی۔آتما۔ پاپا = پاپوں سے۔
دھوپلے = دھولیں۔ ناوے = خدا کا تام۔
رنگ = خدا کی رضا۔رنگ۔ پُنّی = یاوصف۔
بیجے = بوئے۔ کھاہُ = کھائے۔

پلوڑی (۲۰)

اگر ہاتھ پاؤں، تن اور بدن خاک آلودہ (غلیظ) ہو جائیں۔

تو پانی سے دھو کر یہ آلودگی (غلاظت) اُترتی ہے (صاف و شفاف ہوتے ہیں)

اگر کپڑا پیشاب، ناپاکی سے غلیظ ہو جائے

تو صابون لگا کر دھویا جاتا ہے (صاف کیا جاتا ہے)

اگر من (بُدھی-آتما) پاپوں سے بھرشٹ (ناپاک) ہو جائے

تو یہ اکال پُرکھ کے پوتر نام کی اُلفت سے دُھل جاتا ہے

محض باتوں سے کوئی نیک یا بد نہیں ہوتا۔

جیسا کوئی عمل کرتا ہے۔ ویسا ہی اُس کے ساتھ لکھا ہوا جاتا ہے

اپنے آپ جیسا کوئی بوتا ہے وہ اُس کا ویسا ہی پھل کھاتا ہے

اے نانکؔ! اکال پُرکھ کے حکم سے ہی آنا و جانا یعنی زندگی اور موت ہے۔ =۲۰=

پلوڑی (۲۱)

تیرتھ تپُ دئیا دتُ دانُ ۔
جے کو پاوَے تِل کا مانُ ۔
سُنیا منّیا منِ کیتا بھاؤ ۔
اُنتر گت تیرتھِ مَل ناؤ ۔
سبھِ گُن تیرے مَے ناہی کوئے ۔
وِنُ گُن کیتے بھگتِ نہ ہوئے ۔
سُس استِ آتھِ بانی برماؤ ۔
ست سُہانُ سدا منِ چاؤ ۔
کوُن سُ ویلا وختُ کوُنُ کوُن تھتِ کوُن وارُ ۔
کوُن سِ رُتی ماہُ کوُنُ جِتُ ہوآ آکارُ ۔
ویل نہ پائیا پنڈتی جِ ہووَے لیکھ پُرانُ ۔
وکھتُ نہ پائیو قادیا جِ لکھنِ لیکھُ قرُآن ۔
تھتِ وارُ نا جوگی جانے رُتِ ماہُ نہ کوئی ۔
جا کرتا سِرٹھی کو ساجے آپے جانے سوئی ۔
کِیو کر آکھا کِیو صالاحی کِیو ورنی کِو جانا ۔
نانک آکھنِ سبھ کو آکھے اِکُ دو اِکُ سیانا ۔
وڈا صاحبُ وڈی نائی کیتا جا کا ہووَے ۔
نانک جے کو آپَو جانے اگے گیا نہ سوہے ۔ ۲۱ ۔

تپ = عبادت + دَیا = رحمدلی + دت = خیرات کرنا + جے = اگر + کو = کوئی + پاوے = حاصل کرے + تل کا = تِل بھر + مان = عزّت + انتر گت = آتما کا سکون + مل = مل مل کر + ناوَ = نہاوَ + تیرے = خدا کے نام ہیں + بھگت = عبادت + سُس است = تعظیم سے پرنام نمسکار + آتھ = شکتی + بانی = شبدھ - الٰہی دھن - الہام + ست = سچ + سُہان = سندر - خوبصورت + چاوَ = خوشی + ویلا = وقت + تھت = چاند کی تاریخ + رُتی = موسم + برماوَ = برہما - پیدائش کا دیوتا + پنڈتی = عالم - پنڈت + صالاحی = صفت کرنی + وڈا = عظیم شکتی والا + صاحب = مالک + آگے = اگلا جہاں + سوئے = احترام پانا +

پلوڑی (۲۱)

زیارت۔عبادت۔سخی اور عادل ہونے سے اگر کوئی شخص کو عزّت و آبرو سے کسی مرتبہ کے مُستحق ہو جائے تو یہ بہت کم تل کے دانے سماں ہوگی۔

لیکن جس شخص نے اکال پُرکھ کے نام کو دل کی لگن اور عقیدت سے سُن کر مان لیا۔
اور اپنی آتما (من) کو اُس کی سچی الفت سے پیوست کیا اُسی نے باطنی طور اُس کی بارگاہ کی زیارت کی۔

(اے رب) تو سب اوصاف اور خوبیوں کا مالک ہے جبکہ مجھ میں کوئی بھی خوبی نہیں ہے

نیک اوصاف جو اچھے اعمال کے مُوجب ہیں کے بغیر عبادت و ریاضت نہیں ہو سکتی۔

اُس پاک و پوتر ہستی (اکال پُرکھ) کو پرنام ہے جو خود مادیات اور برہما ہے جس کے ایک ہی سخن پاک سے سنسار کا وجود ہوا ہے (مطابق پروفیسر تیجا سنگھ جی" نمسکار ہے اُس پاک و پوتر ہستی کو جو اپنے آپ مایا (بانی) ہے اور برہما ہے جو ست سروپ ہے۔اور جس کی یاد سے ہمیشہ من میں نیکی کی اُمنگ اُجاگر ہوتی ہے۔

وہ کون سا لمحہ، ساعت، قمری و شمسی تاریخ، ماہ، موسم اور دن تھا جب سنسار کا وجود ہوا؟
اس امر کا علم کسی پنڈت (عالم) کو بھی نہیں ورنہ پُوران میں لکھ دیا ہوتا۔
اُس وقت کا علم قاضی کو بھی نہیں جبکہ اس بارے قرآن میں نوشت کیا ہوتا۔
اُس دن تاریخ۔ماہ اور موسم کی آگاہی کسی یوگی کو بھی نہیں ہے۔
البتہ جس خالقِ کُل نے سب سنسار کی تجدید کی ہے اس امر کی علمیت اُسی کو ہے۔
میں کیسے کہوں کس طرح اُس کے اوصاف بیان کروں اُس کی حمد و ثنا کروں اور اُسے جان پاؤں۔
اے نانک! کہنے کو تو سب کہہ دیں گے جبکہ سب ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر سیانے (دانشور) ہیں
اُس مالک کا نام بڑا ہے۔اُس کے نام کی عظمت بڑی ہے اور اُسی کے حُکم سے سب کچھ ہوتا ہے۔
اے نانک! اگر کوئی کہہ دے کہ میں اُس کی عظمت جانتا ہوں تو یہ اُس کی بدگمانی (اہنکار کا موجب) ہوگی۔
جس سے اُسے درگاہِ خداوندی میں عزت نہیں ملے گی = ۲۱ =

پوڑی (۲۲)

پاتالا پاتال لکھ آگاسا آگاس ۔
اوڑک اوڑک بھالِ تھکے وید کہن اِک وات ۔
سہس اٹھارہ کہن کیتبا اُصُلُو اکِ دھاتُ ۔
لیکھا ہوئے تہ لِکھیّئے لیکھے ہوئے وناسُ ۔
نانک وڈا آکھیئے آپے جانے آپُ ۔ ۲۲ ۔

پاتال = دھرتی کے نیچے لوک۔ طبق ۔
لکھ = لاکھوں۔
آگاس = آکاش ۔
بھال = تلاش ۔
سہس = دش سو۔
کیتبا = مذہبی کتب (توریت ۔ زنبور ۔ انجیل اور قرآن)
اُصُلُو = اصلیت ۔ درحقیقت ۔
دھات = کرتار۔
وناس = مِٹ جانا۔

پلوڑی (۲۲)

دھرتی کے نیچے کئی پاتال (طبق) ہیں اور آکاش کے اُوپر لاکھوں آکاش (یعنی پاتال اور آکاش لاکھوں) ہیں۔

ان کی انتہا کی جستجو کرتے کئی تھک کر ہار گئے لیکن انت نہ پا سکے۔ وید بھی ایک ہی بات دھراتے ہیں کہ (یہ انت ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہار گئے لیکن انت نہ ملا)
دنیائے عالم کی اٹھارہ ہزار کتب اور چاروں مذاہب کی کتابیں (توریت زنبور۔ انجیل اور قرآن) بھی اسی حقیقت کو بیان کرتی ہیں کہ قدرت کی کائنات کا کوئی شمارہ نہیں ہے۔

عالم کی تجدید کی گنتی کر دی جاتی اگر یہ ہندسوں کے دائرے میں ہوتی۔ جبکہ جس کسی نے یہ شمارہ کیا وہ خود مٹ گیا۔ لیکن اِنتہا کا شمارہ نہ ہو سکا۔

اے نانکؔ! یہی کہنا بہتر ہے کہ ربّ سب سے عظیم ہے۔
اور وہ اپنی عظمت اپنے آپ جانتا ہے = ۲۲

پؤڑی (۲۳)

صالاحی صالاحِ ایتی سُرتِ نہ پائیا۔
ندیا اتے واہ پؤہِ سُمنْدِ نہ جانی اِہ۔
سُمنْد ساہ سُلطان گرہا سیتی مال دھنُ۔
کیڑی تُلِ نہ ہووَنی جے تِسُ منہُ نہ وِیسرہِ =۲۳=

صالاحی صالاح = تعریف کے قابل۔ کرتار بھی تُو ہے صالاحنا پیارے بھی تیری صالاح (سورٹھ آسا محلہ پہلا۔)
ایتی = اِسقدر۔
سُرت = ہوش عقل بصیرت۔
پائیا = حاصِل ہوتا۔
سُمنْد = سمندر۔
ساہ = پادشاہ۔
گِر = پہاڑ۔
سیتی = ساتھ
مال دھن = مال۔ جائداد۔ دولت۔
کیڑی = چھوٹا کیڑا۔
منہُ = من سے
وِیسرہِ = بھول جائے۔

پوڑی (۲۳)

عابد اور ریاض جو اُس (اکال پُرکھ) کی حمد و ثنا میں محو رہتے ہیں
اُنہیں بھی اُس کی عظمت کی آگاہی نہیں۔

جیسے کہ ندی اور نالے جو سمندر میں سما جاتے ہیں۔ اُس کی
(سمندر کی) گہرائی اور وُسعت کو نہیں پاتے۔

اُس طاقت ور بادشاہ جس کی سلطنت سمندر کی وُسعت سے
بھی زیادہ ہے۔ اور اگر اُس کے پاس دھن دولت کے پہاڑ کے جتنے
ڈھیر (انبار) ہوں۔

اُس چیونٹی کے برابر نہیں جس کے من میں یادِ خُدا ہے = ۲۳ =

پوڑی (۲۴)

انتُ نہ صفتی کہنِ نہ انتُ ۔
انتُ نہ کرنے دینِ نہ انتُ ۔
انتُ نہ ویکھنِ سُننِ نہ انتُ ۔
انتُ نہ جاپئے کیا مَن منتُ ۔
انتُ نہ جاپئے کیتا آکارُ ۔
انتُ نہ جاپئے پارا وارُ ۔
انتُ کارن کیتے بِل لائے ۔
تا کے اَنتُ نہ پائے جاہِ ۔
ایہُ اَنتُ نہ جانے کوئے ۔
بُہتا کہیئے بُہتا ہوئے ۔
وڈا صاحبُ اُوچا تھاؤ ۔
اُوچے اُپرِ اُوچا ناؤ ۔
ایوڈ اُوچا ہووے کوئے ۔
تِس اُوچے کو جانے سوئے ۔
جیوڈ آپ جانے آپ آپ ۔
نانک ندری کرمی داتِ ۔ =۲۴=

انت = بے حد + صفتی = اوصاف بیان کرنا +
منت = بھید۔راز۔رضا + آکار = خلقت ۔ تجدید +
پارا وار = آرپار۔حدود + بل لائے = تڑپنا ۔آہ وزاری کرنا +
تاکے = اُن کے + ایہُ = یہ +
بہتا = بہت زیادہ + تھاؤ = مقام + ایوڈ = اِس قدر + کوے = کوئی +
اُوچا = عظیم + ندری = نظرِ کرم +
کرمی = بخشش کرم + داتِ = عطایات +

پوڑی (۲۴)

اُس (اکال پُرکھ) کے نام اور اوصاف اور اُس کی حمد و ثنا کا کوئی انت نہیں ہے۔
خالقِ کُل کی تخلیق اور نعمتوں کا بھی کوئی انت نہیں ہے۔
دیکھنے اور سُننے سے بھی قدرت کا کوئی انت معلوم نہیں ہوتا۔
اُس کی رضا اور اُس کے حکم کے بھید کا بھی کوئی انت نہیں ہے۔
سنسار کی تخلیق و تجدید اور خلقت کا کوئی انت نہیں ہے۔
کائنات کی حدود (آر پار) کا بھی کوئی انت نہیں ہے۔
اس حدود کو جاننے کے لئے کتنے ہی ترستے ہیں۔
اور کتنے ہی قدرت کی اِنتہا جاننے کے درپے ہیں۔ اِن کا انت بھی نہیں پایا جاتا۔
قدرت کی کائنات کی انتہا کا انت کوئی نہ پا سکا۔
جس قدر بھی اُس کی عظمت کے بارے کہتے جائیں۔ یہ اُس سے بھی عظیم ہے۔
وہ مالک (صاحب) بڑا ہے اور اُس کا پاک مقام۔ بہت اُونچا ہے۔
اُونچے سے بھی اُونچا اُس کا نام ہے۔
اگر کوئی اِتنا اُونچا ہو۔
تب وہ اُس اُونچے کی عظمت۔ نام اور اوصاف کو جان سکتا ہے۔
وہ (اکال پُرکھ) اپنی عظمت اور بڑائی کو اپنے آپ جانتا اور سمجھتا ہے۔
اے نانک! اُس کی نظرِ کرم سے عطایات اور نعمتیں پائی جاتی ہیں = ۲۴ =

پوڑی (۲۵)

بہتا کرمُ لِکھیا نہ جائے۔
وڈا داتا تِلُ نہ طمائے۔
کیتے منگھ جودھ اپار۔
کیتیا گنت نہی وِیچارُ۔
کیتے کھپ تتُٹہہ ویکار۔
کیتے لے لے مُکرُ پاہِ۔
کیتے مُورکھ کھاہی کھاہِ۔
کیتیا دُوکھ بھوکھ سدمارُ۔
ایھِ بھِ دات تیری داتار۔
بند خلاصی بھانے ہوئے۔
ہورُ آکھ نہ سکے کوئے۔
جے کو کھائِک آکھن پائے۔
اوہُ جانے جیتیا مُہِ کھائے۔
آپے جانے آپے دے۔
آکھِ سِ بھِ کیئ کئے۔
جسنو بخسے صفت صالاح۔
نانک پات ساہی پات ساہُ = ۲۵ =

طمائے = حرص
اپار = بے شمار
مُکر = مُنکر۔
بند = بندش +
کھائِک = بے وقوف +

منگھ = مانگنے والے
کھپ تتے = مِٹ جانا
مُورکھ = بیوقوف۔ احمق۔ نادان + کھائی کھائے = کھاتے رہنا
خلاصی = نجات۔ مُکتی +
کھائے = مُنہ کی کھانی +

جودھ = بہادر
وے کار = بدکار
بخسے = بخشِش کرم +

پوڑی (۲۵)

اُس (اکال پُرکھ) کا فضل و کرم اِس قدر بے بہا اور فراواں ہے کہ
لکھا نہیں جا سکتا۔
وُہ بہت بڑا داتا ہے اُسے رتی بھر کا طمع نہیں ہے۔
اُس کے دَر پر کتنے ہی بہادر، اور دِلاور بھیک مانگتے ہیں۔
اُن کی تعداد کا کوئی (سوچ بچار سے) شمارہ نہیں ہو سکتا۔
کتنے ہی وِکاروں (برائیوں۔ بدکاروں) میں گھل گھل کر زندگی
سے بے زار ہیں۔
کتنے ہی نعمتیں پاکر صاف مُنکر ہو جاتے ہیں۔
کتنے ہی احمق لوگ (پیٹو) بس کھاتے ہی رہتے ہیں۔
کتنے ہی مصائب اور بھوک کے عذاب میں پڑے ہوئے ہیں۔
یہ سب اُس داتار کی مشیئت سے ہوتا ہے۔ جس کی بخشش کرم
سے اِنسان سب کچھ پاتا ہے۔
بندش اور مُکتی اُسی کی مشیئت سے ہے۔
کسی دوسرے کی کیا مجال ہے کہ اس بارے میں کچھ کہہ سکے۔
اگر کوئی نادان اپنی لاعلمی کی وجہ سے اِس بارے میں کچھ کہے
(مادیات سے نجات کا کوئی راستہ بتائے)
تو یہ اُس کا بہتان ہوگا اور تب اُسے ہوش آئے گا جب مُنہ
کی کھائے گا (جب اُسے دُکھ اور مصائب سہنے پڑیں گے)
وہ (اکال پُرکھ) سب کچھ اپنے آپ جانتا ہے اور آپ ہی ہر
نعمت کی بخشش کرتا ہے۔
یہ بھی وہی کہہ سکتا ہے جس پر اُس کا نظرِ کرم ہے۔
اے نانک! جسے وُہ (اکال پُرکھ) حمد و ثنا کی قوت بخشے۔
وُہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے = ۲۵ =

لوڑی (۲۶)

اُملّ گُن اُملّ واپار۔
اُملّ واپارِ یئے اُملّ بھنڈار۔
اُملّ آوہ اُملّ لے جاہِ۔
اُملّ بھائے اُملّا سماہِ۔
اُملّ دھرم اُملّ دِیباںُ۔
اُملّ تُلُ اُملّ پَروانُ۔
اُملّ بخشیش اُملّ نیسانُ۔
اُملّ کرمُ اُملّ فُرمان۔
اَملّو اُملّ آکھیا نہ جائے۔
آکھِ آکھِ رہے لِو لائے۔
آکھِ وید پاٹھ پُران۔
آکھِ پڑھے کرہِ وکھیان۔
آکھِ برمے آکھ اِندُ۔
آکھِ گوپی تے گووِندُ۔

اٗملّ = بے بہا۔ بیش بہا۔ انمول + واپار = بیوپار۔ خُدائی نام (کی تبلیغ) کا بیوپار +
بھنڈار = خزانہ + سماہُ = سما جانا + دِیباں = بارگاہِ الٰہی۔ سچا دربار۔
پروان = قبول + نیشان = نشان + فرمان = حکم الٰہی +
برمے = ہندو دھرم کا پہلا دیوتا جس کے متعلق بیان ہے کہ اس نے سرشٹی کی پیدائش کی ہے
اِند = اِندر (ہوا اور بارش کا دیوتا)
پاٹھ = ورد کرنا۔ زبان سے پاٹھ پڑھنا۔ جاپ کرنا۔
گوپی = کرشن بھگوان کی گوپی جن کے ساتھ وہ گوکل اور بندرابن میں کھیلتے تھے۔
گوبند = لارڈ کرشن (رگ وید) میں تذکرہ ہے کہ لارڈ کرشن دواپر یُگ میں ہوا ہے
اور بھگوت گیتا کا کرتا ہے + پران = پران تعداد میں اٹھارہ ہیں۔ ان میں وشنو
اور شیو کے فرقوں کے عقائد اور دیوتاؤں کے قصے درج ہیں۔ بہت سے پران بیاس جی نے لکھے ہیں۔ ان
میں شلوکوں کی تعداد تین لاکھ تراسی ہزار ایک سو ہیں +

پوڑی (۲۶)

اُس (اکال پُرکھ) کا فضل وکرم بے بہا (انمول) ہے۔ اُس کے نام کا بیوپار (پرچار۔ تبلیغ) بھی بے بہا ہے۔
اُس کی نہایت تعظیم سے عبادت کرنے والے انمول ہیں اور اُن کی قدر وقیمت بھی بیش بہا ہے۔
اُس کے مقدس دربار میں اُس کے نام لیوا انمول ہیں (یعنی جو لوگ دُنیا میں آکر اُس کے نام میں محو ہو کر جاتے ہیں۔ انمول ہیں۔
اُس کی اُلفت میں آپسی ہم آہنگی و موافقت میں سمائے رہتے والے انمول ہیں۔
اُس کا مکمل اور اٹل نظام انمول ہے اور اُس کا سچا دربار جہاں نیک و بد کی جانچ ہوتی ہے۔ انمول ہے۔
اُسکی بارگاہ میں معین انصاف (انمول) ہے جس طور طریقے (پیمانوں) سے، انسان کے اعمال کی پہچان کی جاتی ہے۔ انمول ہے۔
اُس کا بخشش کرم بے بہا ہے اور اُس کے فضل وکرم کا شگون (علامت) بھی بیش بہا ہے۔
اُس کی شفقت اور رحمت بیش بہا ہے اور اُسکے حکم کا دستور بھی انمول ہے
اُس کا فضل وکرم اس قدر بیش بہا ہے کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔
جو یہ بیان کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہوئے خاموش رہ کر اسی میں سما جاتے ہیں۔
وید اور پوران کا پاٹھ کرنے والے بھی اُس کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔
عالم و فاضل تفصیلوار اُس کے بیش بہا اوصاف کی گفتگو کرتے ہیں۔
برہما اور اِندر دیوتا اُس کی بیش بہا عظمت جتلاتے ہیں۔
لارڈ کرشن اور اُس کی ہر گوپی اُس کے بیش بہا اوصاف کے گُن گاتے ہیں

=۲۶= ......

آکھہِ ایشر آکھہِ بُدھہ ۔
آکھہِ کیتے کیتے بُدھہ ۔
آکھہِ دانو آکھہ دیو ۔
آکھہ سُر نر مُن جن سیو ۔
کیتے آکھہِ آکھن پاہِ ۔
کیتے کہہ کہہ اُٹھہ اُٹھہ جاہِ ۔
ایتے کیتے ہور کرہِ ۔
تا آکھہِ نہ سکہہ کیئی کیئے ۔
جے وڈ بھاوے تے وڈ ہوئے ۔
نانک جانے ساچا سوئے ۔
جے کو آکھے بول وگاڑ ۔
تا لکھیئے سِر گاوارا گاوار =٢٦=

ایسّر = شیوجی ۔ بُدھ = عالم ۔ مہاتما بدھ ۔
دانو = راکھشس ۔ دیو = دیوتے ۔ فرشتے ۔
سُرنر = مرد دیوتا ۔ مُن = عابد
جن سیو = جو اپنی خدمت خدا کے سپرد کردے ۔ نشکام سیوک ۔ خاکسار ۔
سوے = وہی ۔ خدا +
بول وگاڑ = اہنکار سے بولنا ۔ بھول سے + سر = سردار ۔ بڑا +
گاوار = گنوار ۔ نادان ۔ احمق ۔

شیوہ جی اور سب دیوتے اُس کی عظمت اور شان بتاتے ہیں۔

مہاتما بدھ جیسے کئی مہاتما (جن کو کہ اُس نے پیدا کیا ہے) اُسی کی مہما کہتے ہیں۔

دیوتے اور راکھش (جنات) بھی اُس کے گُن بیان کرتے ہیں۔

رشی مُنی۔ بھگت (سیوک۔ خادم) اور ملائیک سب اُس کی حمد وثنا کے گیت گاتے ہیں +

کتنے ہی لوگ اُس کی ثنا خوانی کرتے ہوئے اُٹھ جاتے ہیں (اس سنسار سے چلے جاتے ہیں۔

اے ربّ جتنی تیری خلقت ہے اگر اتنی ہی اور تخلیق کی جائے۔

اور سب مل کر تیری حمد وثنا کریں تب بھی تیری شان اور عظمت بیان نہیں ہو سکتی۔

وہ (اکال پُرکھ) اس قدر عظیم ہے، جیسی اُس کی رضا ہے۔

اے نانک وہ ساچا صاحب اپنے آپ ہی جانتا ہے کہ وہ کس قدر عظیم ہے۔ اور اُس کی بڑائی (عظمت) کتنی ہے۔

لیکن اگر کوئی بھول (خودی) سے اُس کی عظمت کے بارے گستاخی سے کہدے کہ میں جانتا ہوں تو جان لو کہ وہ بڑا نادان یعنی گنواروں کا سردار ہے۔ ۲۶ =

پلوڑی (۲۷)

سّتو دُر کیہا سو گھر کیہا جت بہہِ سرب سمالے -
واجے ناد انیک اسنکھا کیتے واون ہارے -
کیتے راگ پری سئوُ کہی اِن کیتے گاونہارے -
گاوِہ تہہ نو پوَنُ پانی بَیسنتر گاوے راجا دھرمُ دُوآرے -
گاوِہ چِپُتُ گُپت لکھِ جانہہ لکھ لکھ دھرمُ وچارے -
گاوِہ ایسُر برما دیوی سوہنِ سدا سوارے -
گاوِہ انِد اندا سنِ بیٹھے دیوتیا درِ نالے -
گاوِہ سِدھ سمادِھی اندرِ گاونِ سادھ وِچارے -
گاوَنِ جتی ستی سنتوکھی گاوہِ وِیر کرارے -
گاونِ پنڈت پڑھنِ رکھیسر جُگُ جُگُ ویدا نالے -
گاوہِ موہنیا مُن موہنِ سُرگا مچھ پیالے -

سّتو = وہ + دَر = دروازہ + کہیا = کیسا ہے + گھرِ = مقام + بہہ = بیٹھتا + سمالے = دیکھ بھال سنبھال + واجے = گانے کے ساز +
ناد = آواز - گونج + انیک = بےشمار + گاون ہارے = گانے بجانے والے +
پری = حور + پون = ہوا + بینتنر = آگ +
چِت گُپت = نیکی بدی اعمال لکھنے والے فرشتے + انداسن = اِندر دیوتا کا تخت +
دیوتیا نالے = دیوتاؤں کے ساتھ + وِچارے = عاجز + جتی = پاکدامن + ستی = سخی - سچا +
ویر = بہادر - نڈر + رکھیسر = رشی - مُنی + موہنیا = دلفریب، موہ لینے والی + سرگا = جنت کے لوگ + مچھ = مگرمچھ - گہرے پانی کے مچھ +

پلوڑی (۲۷)

اے ربّ (اکال پُرکھ) وہ در (محل سرا) کیسا ہے جہاں بیٹھ کر مخلوقات عالم کی سنبھال کر رہے ہو۔

۔جہاں اَن گنت موسیقی کے سازوں کی آواز گونج رہی ہے اور جہاں اَن گنت سازوں کے بجانے والے ہیں۔

۔جہاں کتنی ہی الٰہی راگ کی دُھنیں گائی جاتی ہیں اور کتنے ہی مُطرب ہیں جب کہ ہوا۔ پانی۔ آگ تیرے اوصاف حمیدہ گاتے ہیں اور دھرم راج (جو نیک و بد اعمال کی جانچ کرتا ہے) تیرے در پر تیری عظمت کے گیت گا رہا ہے۔

چتر گپت (نکرین) جن کی نوشت کے انحصار پر دھرم راج انسان کے اعمال کی جانچ کرتا ہے۔ وہ بھی تیری حمد و ثنا میں رجُوع ہیں شیوجی۔ برہما اور دیوتے (ملائیک) جو تیرے سنوارے ہُوئے ہیں تیری مہما گا رہے ہیں۔

اپنے تخت پر بیٹھا اِندر دیوتا سب دیوتاؤں سمیت تیرے گُن (اوصاف) گا رہا ہے۔

سِدھ لوگ (رِشی۔ مُنی۔ یوگی) تیری عظمت کو گاتے ہیں۔ زاہد عابد اور پارسا لوگ اپنی گفتار سے تیرے اوصاف گاتے ہیں۔

راست باز۔ پاک دامن۔ جنگجو۔ بہادر اور نڈر صبر و تحمل سے تیرے اوصاف گاتے ہیں۔

پنڈت۔ رکھیراج (عالم و فاضل) دانشور اور فہمیدہ لوگ جو یُگوں (زمانے) سے ویدوں کا پاٹھ کرتے ہیں تیری توصیف کے گُن گاتے ہیں۔

سُورگ۔ دھرتی۔ پاتال اور گہرے سمندر کے مچھ اور من کو موہ لینے والی حُوریں تیرے گُن گاتے ہیں۔

گاون رتن اُپائے تیرے اَٹھ سَٹھ تیرتھ نالے -
گاوہ جودھ مہابل سُورا گاوہ کھانی چارے -
گاوہ کھنڈ منڈل ور بھنڈا کر کر رکھے دھارے -
سیئی تدھ نو گاوہ جو تدھ بھاون رتے تیرے بھگت رسالے -
ہور کیتے گاون سے میں چت نہ آون نانک کیا وچارے -
سوئی سوئی سدا سچ صاحب ساچا ساچی نائی -
ہے بھی ہوسی جائے نہ جاسی رچنا جن رچائی -
رنگی رنگی بھاتی کر کر جنسی مائیا جن اُپائی -
کر کر ویکھے کیتا آپنا جو تس دی وڈیائی -
جو تس بھاوے سوئی کرسی حُکم نہ کرنا جائی -
سو پاتساہ ساہا پات صاحب نانک رہن رجائی = ٢٧ =

جودھ = جنگجو - بہادر لوگ + مہابل سورا = بہت بڑے جنگ باز +
کھانی = پیدائش کے چار اطوار (انڈج - انڈوں سے - جھیرج - شکم سے، ستیج - پسینے سے
اُتبج - زمین سے بر آمدہ) + منڈل = نظام شمسی کے کرہ +
ور بھنڈ = نامی اشخاص کا مجمع + انجمن - کہکشاں +
کر کر = تجدید - بنائے ہوئے + دھارے = خط خال - شباہت - شکل و صورت
بھاوہ = پسند - منظور ہوتا + رتے = اُلفت سے +
بھگت = زاہد - عابد + رسالے = پریم سے +
نائی = نام + رچنا = پیدائش - خلقت +
رنگی = رنگ برنگ + بھاتی = مختلف
مائیا = زندگی کے بھید +
ساہا = بادشاہ +
پات صاحب = بادشاہوں کا بادشاہ +
رہن = رہنا +
رجائی = حسب الحکم - اکال پُرکھ (اُس کی رضا)

پلوڑی (۲۷)

تیرے پیدا کردہ رتن لعل اٹھاسٹھ تیرتھوں (پرم) عمیت تیری مہما گاتے ہیں

ہار نہ ماننے والے جنگجو بہت بڑے بہادر۔ جان باز اور چاروں کی پیدائش تیری توصیف گاتے ہیں۔

کرۂ ارض و فلک۔ اس کے خطے۔ نامی اشخاص کی انجمن جو تیری تخلیق ہے تیری مہما (عظمت) گاتے ہیں۔

زاہد اور عابد جن پر تیری نظر رحمت ہے۔ من کی اُلفت سے تیری لامثال حمد وثنا گاتے ہیں۔

اے نانک! ان سب کے علاوہ اَن گنت کئی اور بھی ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جو تیرے اوصاف گاتے ہیں۔

وہ مالک (اکال پُرکھ۔ ایشور) سدا سچ ہے۔ سارے جہاں کا خالق ہے۔ اُس کی عظمت اٹل سچائی ہے۔

جس اکال پُرکھ نے ساری مخلوقات کی تخلیق کی ہے۔ قائم و دائم اور لازوال ہے۔

اکال پُرکھ نے ساری دُنیا کی مخلوقات۔ کو مختلف رنگ۔ نسل و جنس کی پیدائش کر کے دُنیاوی امور میں راغب کیا ہے۔

مخلوقات عالم کی تخلیق کی نشو ونما کو اپنی عظیم ترین رضا سے دیکھ کر مسرور (آنند) ہے۔

جو اس کی رضا ہے وہی ہو کر رہے گا۔ کسی کا کچھ بھی نہیں چلتا۔ اے نانک! اکال پُرکھ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ بس اُسی کی رضا میں رہنا سب سے بہتر ہے+

=۲۷=

پلوڑی (۲۸)

مُنڈا سنتوکھ سرم پت جھولی دھیان کی کرہ ببھوت۔

کھنتھا کال کُاری کائیا جُگت ڈنڈا پرتیت۔

آئی پنتھی سگل جماتی من جیتے جگ جیت۔

آدیس تسے آدیس۔

آدانیل اناد اناہت جگ جگ ایکو ویس = ۲۸ =

مُندا = جوگی کے کان کے مُندرے + سنتوکھ = صبر و استقلال +
سرم = محنت و مشقت + پت = کشکول = پچھی +
جھولی = مانگنے کی جھولی + دھیان = گہری غور و سوچ
ببھوت = بھسم۔ راکھ + کھنتھا = گودڑی
کال = موت + کُاری = کنواری جیسا +
کائیا = تن + جُگت = گذراں +
پرتیت = بھروسہ۔ یقین کامل +
آئی پنتھی = یوگیوں کے بارہ فرقوں میں سب سے بڑا فرقہ + سگل = تمام +
جماتی = مجمع۔ گروہ + آدیس = پرنام +
تسے آدیس = اُس ایشور کو پرنام +
انیل = بے لاگ۔ پوتر +
اناد = جس کا آغاز ہی نہیں۔ ازلی +
اناہت = جس کی انتہا نہ ہو

پلوڑی (۲۸)

اے یوگی۔ صبر و قناعت کو کان کے مُنڈرے بناؤ۔ (جس طرح صبر و قناعت کے لئے لازمی ہے کہ خواہشات ترک کی جائیں۔ اسی لئے سنتوکھ یعنی صبر و قناعت کو مُندرے کہا گیا ہے جب کہ مُندڑے کان کو چھید کر ڈالے جاتے ہیں۔)

دَر دَر پر مانگنے کی بجائے محنت و مشقت کو کشکول بناؤ اور اپنے جسم پر راکھ و بھسم لگانے کی بجائے اکال پُرکھ کی واحِد ہستی کی سچی یاد میں دھیان لگاؤ۔

اپنی کفنی بھی ہو کہ مرنا ہر دم یاد رہے اور گُذران یہ ہو کہ تن کنواری جیسا پاک ہو (یعنی بُرائیوں اور وِکاروں سے بچا رہے) اور ڈنڈا خُدا کی واحد ہستی پر مکمل اعتقاد کا ہو۔

سب کو اپنے جیسا برابر کا سمجھنا تیرا آئی پنتھی فرقہ ہو۔ من کا جیت لینا (قابو میں رکھنا) دُنیا کی جیت ہے۔

اُس سچے اکال پُرکھ کو تعظیم سے پرنام ہے۔

جو ازلی۔ ابدی۔ بے لاگ پاک و پوِتر ہستی ہے۔ اور ہر یُگ میں ایک سماں ہے = ۲۸ =

پوڑی (۲۹)

بُھگتِ گیان دئیا بھنڈارن گھٹِ گھٹِ واجہِ ناد۔
آپ ناتھُ ناتھی سبھ جاکی رِدھ سِدھ اَورا ساد۔
سنجوگُ وِجوگُ دُوءِ کار چلاوہِ لیکھے آوہِ بھاگ۔
آدیسُ تِسے آدیسُ۔
آدِ انیلُ انادِ اناہتِ جُگُ جُگُ ایکو ویسُ = ۲۹ =

بُھگت = نان نُطفہ + — گیان = علم معرفت +
دَیا = رحم + — بھنڈارن = بھنڈارا۔ (لنگر) بانٹنے والی +
گھٹِ گھٹِ = ہر من میں +
واجہِ = موسیقی کے ساز کا بجنا +
ناد = الٰہی ناد +
ناتھ = مالک — رِدھ سِدھ = معجزانہ شکتی +
اورا ساد = دیگر چسکے۔ چاٹ۔
سنجوگ = مِلاپ + — وِجوگ = جُدائی +
وِجوگ = جُدائی + — دوہِ = دونو +
کار = کام +
چلاوہ = حُکم دینا +
بھاگ = مُقدر +

پوڑی (٢٩)

اے یوگی علمِ معرفت کو اپنا بھوجن (نان نُطفہ) بناؤ۔ دل میں رحم اور الٰہی ناد کی دھُن جو ہر جگہ بج رہی ہے کو سُنو۔ اور یہی سنکھ کی آواز (گونج) ہو۔

آپ اکال پُرکھ جو ساری مخلوقات کا مالک ہے وہی تمہارا بھی مالک ہو۔ یوگ کے معجزانہ شکتی سے واسطہ نہ ہو کیوں کہ اُن کا (چاٹ) چسکا مادیات کی طرف مائل کرتا ہے یعنی (جو کرامات کرتے ہیں خالقِ کُل کی رضا میں نہیں رہتے۔)

وصل و ہجر (کے دونوں اصول) دنیا کے ہر کام میں کارفرما ہیں۔ مُقدر کا لکھا ہوا (بھاگ میں) ملتا ہے۔

اُس سچے اکال پُرکھ کو تعظیم سے پرنام ہے۔

جو ازلی۔ ابدی۔ بے لاگ پاک و پوتر ہستی ہے اور ہر یُگ میں یک سماں ہے۔ =٢٩=

پلوڑی (۳۰)

ایکا مائی جُگت وِیائی رتن چیلے پرؔوانُ -

اِکُ سنساری اِکُ بھنڈاری اِکُ لائے دِیبانُ -

جِو تِس بھاوَے تِوَے چلاوَے جِو ہووے فرمانُ -

اوہُ ویکھے اونا ندرِ نہ آوَے بہُتا ایہہ وِڈانُ -

آدیسُ تِسے آدیسُ -

آدِ انِیلُ انادِ اناہت جُگُ جُگُ ایکو ویسُ = ۳۰ =

ایکا = ایک پار برہم - واہگورو - اکال پُرکھ - جگت کا مالک (ایکو قلم ایکا ہما تمائیل + = وار آسا محلہ پہلا)

مائی = دیوی + جُگتُ = تدبیر - حکمِ الٰہی -

وِیائی = ملاپ - وصلِ پاک +

رتن = تین اولادِ نرینہ یعنی (برہما - وشنو اور شیوجی) -

سنساری = سنسار بنانے والا - برہما +

بھنڈاری = رزاق - رِزق پہنچانے والا - وشنو)

دِیبان = دربار - انصاف کرنے والا (مارنے والا) شیوجی +

فرمان = حکمِ الٰہی + ندرِ = نظر +

وِڈان = عظمت +

اناہت = جس کے آغاز کا علم نہ ہو +

پوڑی (۳۰)

ہندو عقیدے کے مطابق یہ تصور ہے کہ مایا اور برہم کے وصلِ پاک سے تین اولادِ نرینہ (دیوتاؤں) کا جنم ہوا۔

جس میں ایک (برہما) جو سنسار کی پیدائش کا مالک ہے اور دوسرا وِشنو جو روزی پہنچاتا ہے۔ اور تیسرا شیو جی مارنے والا (اعمال کی جانچ کے لئے دربار لگاتا ہے۔)

لیکن درحقیقت دُنیا کا ہر کام (اکال پُرکھ) کے اپنے حُکم (فرمان کے مطابق) چلتا ہے۔

اور یہ بھید بالکل ایک عجوبہ ہے کہ اکال پُرکھ اُن تینوں کے ہر کام کو دیکھتا ہے لیکن وہ خود اُن کی نظر سے اوجھل رہتا ہے اور یہی اُس کی سب سے بڑی عظمت ہے۔

اُس سچّے اکال پُرکھ کو تعظیم سے پرنام ہے۔

جو ازلی۔ ابدی۔ بے لاگ۔ پاک و پوتر ہستی ہے اور ہر یُگ میں یک سماں ہے = ۳۰ =

پلوڑی (۳۱)

آسنُ لوئے لوئے بھنڈار ۔
جو کچھُ پائیا سُ ایکا وار ۔
کرِ کرِ ویکھے سِرجنہارُ ۔
نانکؔ سچّے کی ساچی کار ۔
آدیسُ تسے آدیسُ ۔
آدِ انیلُ انادِ اناہتِ جُگ جُگُ ایکو ویسُ = ۳۱ =

آسنُ = ٹھِکانے ۔ قیام گاہ +
لوۂ لوۂ = دنیا کے خطے ۔ کُرّہ ۔
بھنڈار = گودام ۔ ذخیرہ +
ایکا وار = ایک ہی بار +
سِرجنہار = خالقِ کلُ +

پوڑی (۳۱)

اُس (اکال پرکھ) کے دنیائے عالم کے ہر خطّے اور (کُرّہ) میں قیام مقام اور بھنڈارے ہیں۔

اُس نے ان بھنڈاروں کو ایک ہی بار ہر یُگ کے لئے بھر پور بھر دیا ہے (اور یہ بھنڈارے (ذخیرہ جات) کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں)

وہ خالق کُل دُنیائے عالم کی مخلوقات کی تخلیق کر کے ان کے لئے بھر پور بھنڈارے بھر کر سب کی سنبھال کر رہا ہے۔

اے نانک! وہ آپ سچّا ہے اس لئے اُس کا ہر کام بھی سچّا ہے۔

اُس سچّے اکال پُرکھ کو تعظیم سے پرنام ہے۔

جو ازلی - ابدی اور بے لاگ پاک و پوِتر ہستی ہے۔ اور ہر یگ میں ایک سماں ہے = (۳۱) =

لوڑی (۳۲)

اِکڈو جیبھو لکھ ہوہ لکھ ہو وہ لکھ وِیس ۔
لکھ لکھ گیڑا آکھی اہ ایک نام جگدیس ۔
ایت راہ پت پوڑیا چڑھئیے ہوئے اِکیش ۔
سُن گلا آکاس کی کیٹیا آئی رِیس ۔
نانک نذری پائیے کوڑی کوڑے ٹھیس = ۳۲ =

جیبھو = زبان سے +
ویس = بیس گُناہ +
گیڑا = گنتی +
جگدیس جگت کے مالک کا نام۔ اکال پُرکھ ۔ ایشور (سدا بھجو جگدیس ۔ گوجری حصّہ ۵)
ایت راہ = اس راستے سے +
پت = پتی ۔ ایشور +
پوڑیا = زینہ +
کیٹا = نیچ +
ریس = برابری کرنے کی خواہش +
کوڑی کوڑے = جھوٹ فریب سے شیخی مارنی +
ٹھیس = صدمہ ۔ لاف زنی سے چوٹ پہنچتی +

پوڑی (۳۲)

اگر میرے مُنہ میں ایک کے بدلے لاکھ زبانیں آجائیں اور پھر یہی بیس گُناہ ہو جائیں۔

اور پھر ایسی لاکھوں زبانوں سے لاکھوں بار واحد خُدا کی ہستی کا نام لیتا رہوں۔

تو عبادت و ریاضت کے راستے کے اس زینہ سے چڑھ کر خدا کی وصل حاصل ہوتا ہے۔

زاہد کے عرش کے نُور جیسی باتیں سُن سُن کر نیچ (کمترین کیڑے جیسے) آدمی کو بھی اُن کی تقلید کرنے کی خواہش ہو اُٹھتی ہے۔

اے نانک! خدا کا وصل اُس کی نظر کرم (نیک اعمال) کا صدقہ ہے۔ جب کہ جھوٹ اور بدگمانی کی باتیں محض قیاس آرائیاں ہیں۔ جن سے (ٹھیس) صدمہ پہنچتا ہے۔ = ۳۲ =

پوڑی (۳۳

آکھن جورُ چُپَے نہ جورُ۔
جورُ نہ منگن دینِ نہ جورُ۔
جورُ نہ جیونِ مرنِ نہ جورُ۔
جورُ نہ راجِ مالِ منِ سورُ۔
جورُ نہ سُرتی گیان وِیچارِ۔
جورُ نہ جُگتی چُھٹے سنسارُ۔
جِسُ ہتھِ جورُ کرِ ویکھے سوئے۔
نانک اُتمُ نیچُ نہ کوئے = ۳۳ =

آکھن = بولنا - کہنا +
جورُ = طاقت - زور - اختیار - قابلیت +
منگن = مانگنا +
جیون = زندگی +
مرن = مرنا - موت +
راج = تخت وتاج کا حصول +
سورُ = شوروغل +
سُرتی = دانشوری - بصیرت - روشن دماغی +
جُگتی = طورطریقہ - راہ +
چُھٹے = نجات - مکتی +
کرِ = کرنا +
اُتم = اچھا - اُدنیچ +

پوڑی (۳۳)

اپنے آپ سے کسی ہیں بولنے یا چُپ سادھنے کا کوئی بس (اختیار) نہیں ہے۔

بخشش دینے اور مانگنے (مقدر) میں بھی اپنا زور (اختیار) نہیں ہے۔

زندگی اور موت بھی اپنے بس کی بات نہیں ہے۔

راج دربار اور مال وزر کا حصول جس کے لئے من ہمیشہ مضطرب و پریشان رہتا ہے۔ اپنے زور (اختیار) یا قابلیت سے نہیں ہے۔

دماغی قوت (بصیرت) عرفان کا حصول اور اُس (اکال پرکھ) کے دھیان میں اُلفت سے رہنا بھی اپنے بس میں نہیں ہے۔

ترکِ دُنیا کی راہ کا حصول بھی اپنے اختیار میں نہیں ہے۔

البتہ جس واحد ہستی (اکال پُرکھ) کے پاس یہ سب طاقت ہے وہی عالم کل کی پیدائش کی سنبھال کرتا ہے۔

اے نانک! اپنے زور یا اختیار سے کوئی اچھا یا بُرا (نیک وبد) نہیں ہے + = ۳۳ =

پلوڑی (۳۴)

راتی رُتی تِھتی وار ۔
پَئون پانی اگنی پاتال ۔
تِس وِچ دھرتی تھاپ رکھی دھرم سال ۔
تِس وِچ جیہ جُگت کے رنگ ۔
تن کے نام انیک اننت ۔
کرمی کرمی ہوئے وِیچارُ ۔
سچّا آپ سچّا دَربارُ ۔
تِتھے سوہن پنچ پروانُ ۔
ندری کرم پوے نیسانُ ۔
کچ پکائی اُوتھے پاءِ ۔
نانک گیا جاپے جاءِ = ۳۴ =

راتی = دِن رات + رُتی = موسمیات کا تغیر تبدل موسم + تِھتی = چاند کی تاریخ۔ قمری ماہ +
وار = ہفتہ کا دن + پَوَن = ہَوا + اگنی = آگ +
پاتال = طبق + دھرتی = زمین کا سارہ + دھرم سال = دھرم سرا + جگہ
جیہ جُگت = قسم قسم کی مخلوق + کرمی = عمل سے + وِیچار = جانچ پرتال +
پنچ = خدا پرست + سوہن = مقبول + ندری = نظر کرم سے +
نیسان = شگون ۔ (ندری کرم پوے نیساں) پربھاتی محلہ پہلا
کچ پکائی = کچا پکا ۔ اچھا بُرا ۔ نیک و بد +

پوڑی (۳۴)

اُس مالک نے دن اور رات، موسمیات اور ان کا تغیر تبدل۔ ہفتہ کے دن اور شمسی و قمری تاریخ بنائی۔

ہوا۔ پانی۔ آگ اور پاتال بنائے۔

اور دھرتی کو اپنے دھرم (فرضِ منصبی) پر عمل پیرا ہونے کا مقام بنایا ہے

اور اُس دھرتی میں قسم قسم کی ذات اور جنس کی مخلوق کی تخلیق کی ہے۔

جن کی گنتی کا کوئی شمارہ نہیں اور اُن کے نام اَن گنت ہیں۔

ہر کسی کے اپنے اپنے اعمال کے مُوجب اُس کی بارگاہ میں پہنچکر جانچ پڑتال ہوتی ہے اور اپنے اعمال کے مطابق بُھگتان ہوتا ہے۔

وہ (اکال پُرکھ) سچّا ہے اور اس کے دربار کا انصاف بھی سچا ہے

اُس کے دربار میں خدا پرست (سنت) لوگ مقبُول ہوتے ہیں۔ جہاں اُن کی شان (عظمت) ہوتی ہے۔

اُس کی نظر کرم سے مقبُولیت کا نشان (شگون) حاصل ہوتا ہے۔

اے نانک! آخرت کا لائحہ عمل یہی ہے کہ اُس سچّے دربار میں پہنچکر ہی معلوم ہوگا۔ کہ کچّا اور پکا کون ہے۔ گویا کہ کامل یعنی بے عیب اور بد یعنی گنہگار کون ہے = ۳۴ =

پلوڑی (۳۵)

دھرم کھنڈ کا ایہو دھرم۔
گیان کھنڈ کا آکھیۂ کرم۔
کیتے پون پانی ویسنتر کیتے کان مہیس۔
کیتے برمے گھاڑت گھڑیاہ روپ رنگ کے ویس۔
کیتیا کرم بھومی میر کیتے کیتے دھو اپدیس۔
کیتے اند چند سور کیتے کیتے منڈل دیس۔
کیتے سدّھ بدھ ناتھ کیتے کیتے دیوی ویس۔
کیتے دیو دانو منِ کیتے کیتے رتن سمند۔
کیتیا کھانی کیتیا بھانی کیتے پات نرند۔
کیتیا سرتی سیوک کیتے نانک انت نہ انت = ۳۵ =

دھرم = نیم۔اصول + کھنڈ = منزل + آکھیۂ = سناؤ۔حال بتاؤ +
کیتے = کتنے ہی۔ دیشنو۔کرشن اور شیو معلوم ہوتے ہیں + کرم = کرم کرنے کی دھرتیاں +
برمے = برہما کا جمع۔ پراچین عقیدے کے مطابق خدا نے برہما بنائے اور اُنھوں نے دُنیا پیدا کی +
میر = سُمیر پربت۔سونے کا پہاڑ + دھو = دھرو بھگت
دیوی ویس = دیوی کے رُوپ (لچھمی۔درگا۔کالی چنڈی۔بھگوتی وغیرہ) + دیو = دیوتے +
کھانی = پیدائش کے چار اطوار + انڈج۔جیرج۔سیتج۔اُتبھج۔تیرے کیسے جنتا۔
(سورٹھ محلہ پہلا)

سُرتی = روشن دماغ۔اُدبھی مت + سیوک = خادم +
بھانی = بولیاں + منڈل = کرّہ +

پوڑی (۳۵)

(دھرم کی منزل کا یہی دستور العمل ہے (جو کہ پوڑی ۳۴ میں بتایا گیا ہے)

اب علمِ معرفت کی منزل کا حال بیان ہے۔

اس منزل میں کتنی ہی ہوائیں۔ پانی اور آگ ہیں اور کتنے ہی وشنو۔ کرشن اور شیو (معلوم ہوتے) ہیں۔

کتنے ہی برہما ہیں جو بے شمار قسم (بھیس۔ رنگ اور جنس کی شکلیں ڈھالتے ہیں۔

کتنے ہی کرم کمانے کی دھرتیاں ہیں اور کتنے ہی سُمیر پربت اور کتنے ہی دھروُ بھگت کے جیسے اُپدیش ہیں۔

کتنے ہی اِندر جیسے دیوتا۔ چاند۔ سورج اور کتنے ہی کرّہ شمسی و ارضی اور ان کے خطے ہیں۔

کتنے ہی سادھ لوگ مہاتما بُدھ جیسے اور جوگیوں کے ناتھ (سردار) اور کتنے ہی دیوی کے بھیس (جیسے کہ لچھمی۔ درگا۔ کالی۔ چنڈی۔ بھگوتی وغیرہ) ہیں۔

کتنے ہی دیوتے (ملائیک) راکھش۔ رِشی۔ مُنی اور کتنے ہی سمندر اور ان سے برآمدہ ہیرے جواہرات ہیں۔

کتنی ہی مخلوقات اور اُن کی بولیاں اور کتنے ہی پاتشاہوں کے خاندان ہیں

کتنے ہی دانشور (روشن ضمیر والے) اور کتنے ہی سیوک (رضا کارانہ خدمت گذاری کرنے والے) ہیں۔ اے نانک! ان سب کی گنتی کا کوئی شمارہ ہی نہیں ہے۔

پوڑی (۳۶)

گیان کھنڈ مہہ گیان پرچنڈ۔
تتھے ناد بنود کوڈ انند۔
سرم کھنڈ کی بانی روپ۔
تتھے گھاڑت گھڑیئے بہت انوپ۔
تاکیا گلا کتھیا نہ جاہ۔
جے کو کہے پچھے پچھتائے۔
تتھے گھڑیئے سرت مت من بدھ۔
تتھے گھڑیئے سرا سدھا کی سدھ =۳۶=

گیان = عرفان۔علم معرفت + کھنڈ = منزل + مہہ = میں
پرچنڈ = بلوان۔تیز۔مستحکم۔منور۔روشن + ناد = راگ۔الٰہی دھن۔خوشی +
بنود = اُمنگ۔دیکھنے والی چیزوں کا مزہ۔(آنند بنود کرے دن راتی۔ ماجھ مہلا ۵)
کوڈ = کروڑ۔بہت زیادہ (تماشے) +
سرم = ریاضت کی منزل + بہت روپ = بے مثال تشکل وشبہات +
تاکیا = اُن کی + گلا = باتیں +
کتھیا = بیان کرنا + جاہ = ہوسکنا +
پچھے = پیچھے + سرت = بصیرت +
بدھ = دانشوری +
سرا = دیوتے +
سدھا = ولی۔ ۔پیر + سدھ۔عقل۔بصیرت +

پوڑی (۳۶)

رعلم معرفت کی منزل میں عرفان کا نُور نہایت ہی مُستحکم ہے۔

اس منزل میں (پہنچکر) کروڑہا اقسام کے الٰہی راگوں۔ بھجنوں اور شبدھوں کی ثنا سے من کو شادمانی ہوتی ہے۔

ریاضت کی منزل میں آتما مُنور ہوتی ہے اور چہرے پر سُندرتا نکھر آتی ہے

اور شکل شباہت کی ساخت نہایت زینت سے پُرنُور ہوتی ہے

اس (روحانیت) کی منزل کی باتیں بیان نہیں ہوسکتیں۔

اگر کوئی اس منزل کی باتیں بیان کرے تو اسے پچھتانا ہوگا (کیونکہ اس منزل کی باتوں کا بیان نہیں ہوسکتا)

اس منزل میں دل و دماغ کی نُورانی ساخت سے روشن ضمیری۔ بصیرت۔ فہم اور دانشوری آجاتی ہے۔

اور فرشتوں اور ولیوں جیسی سیرت و بصیرت آجاتی ہے۔ جس سے بعید الفہم کا گیان ہوتا ہے = ۳۶ =

پلوڑی (۳۷)

کرم کھنڈ کی بانی جورُ -
تتھے ہور نہ کوئی ہورُ -
تتھے جودھ مہابل سُور -
تِن مہِ رامُ رہیا بھرپور -
تتھے سیتو سیتا مہما ماہِ -
تا کے رُوپ نہ کتھنے جاہِ -
نہ اوہ مرہِ نہ ٹھاگے جاہِ -
جِن کے رام وَسے مَن ماہِ -
تتھے بھگت وَسہِ کے لوء -
کرہِ انندُ سچا مَن سوئے -
سچ کھنڈِ وسے نرنکارُ -
کر کر ویکھے ندر نہال -
تتھے کھنڈ منڈل وربھنڈ -
جے کو کتھے نہ انت نہ انت -
تتھے لوء لوء آکار -
جِو جِو حُکمُ تِوے تِو کار -
ویکھے وِگسے کر ویچارُ -
نانک کتھنا کرڑا سارُ = ۳۷ =

کرم کھنڈ = اعمال کی منزل۔جبکہ یہ اعتقاد ہے کہ انسان اپنے نیک اعمال سے مکتی پاتا ہے +
جورُ = زور۔بلوان + مہابل = بہت زیادہ طاقت ور + سورُ = سورے۔بہادُر +
رام = ایشور۔ اکال پُرکھ کا نام + سیتو سیتا = مکمل طور سے پیوست ہوتا +
مہما = عظمت + ٹھگ = فریب کرنا آنند = آتما کی خوشی
سچ کھنڈ = سچ کی پہچان کی منزل۔حق کی منزل +
رُوپ = چہرے کا نکھار۔سُندرتا + نرنکار = خالقِ کُل۔پاک و پوِتر ہستی +

پوڑی (۳۷)

اُس اکال پُرکھ کے فضل وکرم کی منزل میں کلام اور اعمال اعلیٰ القدر ہوتے ہیں یعنی نیک عمل سے آتما بلوان ہوتی دکھائی دیتی ہے اور کلام با قوت (شکتی والا) ہوتا ہے۔

اِس منزل میں کچھ اور نہیں سُوجھتا یعنی (اکال پُرکھ کے سوا کسی دوسری طرف دھیان نہیں رہتا من سدا ایک ایشور کی یاد میں بسا رہتا ہے۔)

وہاں بہادر۔ دلیر اور جانباز (مہابلی سُورمے) ہیں۔

من کی آتما ہر دم ایشور کے نام کی قوت سے بھرپور رہتی ہے۔

وہاں بہشتی حُوریں ہیں جو (سیتا نُما) خدائی توصیف میں محو رہتی ہیں۔

اُن کی ساخت اور رُوپ کی زینت بیان نہیں ہو سکتی۔

اس منزل میں اُن کو موت کا خوف وخطر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اُنھیں فریب۔ دھوکہ دیکر ٹھگ سکتا ہے۔ (یعنی وہ مادیئت سے بچے رہتے ہیں)

جس کے من میں ایشور کا نام ہے اُن کو کوئی دُکھ نہیں پہنچا سکتا۔

یہ منزل دُنیا کے بھگت (خُدا پرست) لوگوں کی ہے۔

ان کا من سچّے ربّ کی اُلفت سے شادماں رہتا ہے۔

سچ کی اس منزل میں اُس پاک وپوتر ہستی کا مقام ہے۔

جو اپنی تخلیق وتجدید کی نگہداشت کر کے اپنی نظرِ رحمت وعنایت سے خوشحال رکھتا ہے۔

وہاں بے شمار "خطّے کرّہ"۔ دھرتی اور پاتال ہیں۔

اگر کوئی اُن کو بیان کرے تو کہے گا کہ اُن کا کوئی شمارہ نہیں ہے کیونکہ اُن کا بیان اِنسانی بساط سے باہر ہے۔

وہاں جہاں ہی جہاں اور بے انت شکلوں کی تخلیق ہوتی ہے۔

جیسے اُس کا حکم ہے ویسے سنسار کے کام چلتے ہیں۔

جو اُس کی رضا ہے اُسے دیکھ کر مسرت محسوس ہوتی ہے جن کو دھیان سے مدِ نظر رکھ کر وہ پُر مسرت ہے

اے نانک! اس حالت کا (اکال پرکھ کے فضل وکرم کی منزل کا حال) بیان کرنا لوہے کے چنے چبانے کے برابر ہے = ۳۷ =

پؤڑی (۳۸)

جتُ پہارا دِھیرجُ سُنِیارُ۔
اہرنِ مت وید ہتھیارُ۔
بھؤ کھلا اگنِ تپ تاوُ۔
بھانڈا بھاؤُ امرِتُ تِتُ ڈھالِ۔
گھڑِیئے سبدُ سچی ٹکسال۔
جِن کؤ ندرِ کرمُ تِن کار۔
نانک ندری ندرِ نہال = ۳۸ =

جتُ = ستی۔ خواہشات پر قابو پانے والا۔ پاک دامن +
پہارا = لوہار یا سُنار کا کارخانہ جہاں دھات گھڑی جاتی ہے +
دھیرج = صبر و قناعت۔ تسکین قلب۔ ٹِکاؤ +
اہرن = سندان۔ لوہے کی آہنی جس پر سُنار دھات رکھ کر گڑھتا ہے +
متِ = بصیرت +
وید = علم۔ گیان +
ہتھیار = اوزار۔ ہتھوڑا +
بھو کھلا = پھونکنی +
بھانڈا = سانچہ جس میں رکھ کر کسی چیز کو پانی مِلا کر تیار کیا جاتا ہے +
بھاؤ = اُلفت۔ پیار +
ٹکسال = روپے پیسے کے سکّے بنانے کی جگہ۔ سچی ٹکسال سے مراد ہے ست سنگ۔
یعنی خدائی گفتار کی جگہ + ندری = نظرِ کرم۔ نہال فیض یاب ہونا۔

پوڑی (۳۸)

سری گورو نانک دیو جی جپُ جی صاحب کی اس حتمی پوڑی میں دھارمک زندگی سنوارنے کے لئے عملی طور طریقے پر استفسار کرتے ہیں۔

جیسے کہ ایک سُنار دھات کو لے کر اُسے آگ پر رکھ کر پگھلاتا ہے اور پھر صبر و تحمل سے آہستہ آہستہ مگر بار بار اُس دھات کو سندان پر رکھ کر ہتھوڑے سے اُسکی زیبائش کرتا ہے اور اُس دھات کو اعلیٰ قسم کی شکل و شبہات دیکر من پسند بنا دیتا ہے۔

(بحوالہ شیدارتھ صفحہ ۸)

ضبط نفس کے ساتھ پاک دامن رہ کر اپنی زندگی کی گذران (دوکان) میں سُنار جیسا صبر و استقلال پیدا کر۔

اپنی عقل کو (سُنار کی سی سندان جان کر اس پر علم معرفت (گیان دھیان) کے ہتھوڑے سے زندگی میں ہر ساعت خدا کے نام کی لَو اُجاگر کر۔ (سُنار کے ہتھوڑے کیطرح سُوجھ بوجھ سے

زندگی کی گذران سنار کا کارخانہ سمجھ جس طرح سُنار پھُونکی سے ہر دم بھٹی کو آگ کے تاؤ سے گرم رکھتا ہے۔ اسی طرح اپنی زندگی ہر لمحہ خوفِ خدا میں بسر کر یعنی کبھی اکال پُرکھ بھُول نہ جائے۔

من کو ایسا سانچہ سمجھ جیسے کہ سُنار کھٹالی میں دھات رکھ کر اُسے صبر و تحمل سے پگھلا کر اعلیٰ قدروں کی زیبائش کے لئے تیار کرتا ہے۔ اسی طرح من میں اُمرت (حق و صداقت) کا سچا نام صبر و تحمل سے سما کر خدائی اُلفت اُجاگر کر۔

اسی طرح اپنی آتما کو حقیقی ٹکسال جان کہ ہر دم خدائی نام کی توصیف سے زندگی پُر نُور رہتی ہے۔ جیسے کہ سُنار سندان پر ہتھوڑے سے آہستہ آہستہ مگر بار بار گھڑنے سے اعلیٰ قسم کی شکل و شبہات سے دھات دلکش بنا دیتا ہے۔

جن پر اکال پُرکھ کی نظرِ رحمت اور بخشش ہوتی ہے اُن ہی کا ایسا طرزِ عمل ہوتا ہے۔

اے نانک جن پر اُس (اکال پُرکھ) کی نظرِ کرم و رحمت ہے وہی خدائی وصل پا کر پُر مسرت یعنی نہال ہو جاتے ہیں اور اُسکی رحمت و عطایات سے فیض یاب رہتے ہیں۔

سلوکُ

پَون گورُو پانی پِتا ماتا دھرت مہت۔
دِوسُ راتِ دُہِہ دائی دایا کھیلے سگل جگتُ۔
چنگیائیاں بُریائیا واچے دھرمُ ہَدُورِ۔
کرمی آپو اپنی کے نیڑے کے دُوٗرِ۔
جِنی نام دِھائیا گئے مسقتِ گھالِ۔
نانکؔ تے مُکھ اُجلے کیتی چُھٹی نالِ ۔ ۱ ۔

پَون = ہَوا +
گرو = مرشد +
پانی = پانی (پہلا پانی جیو ہے جت ہریاسب کوئے) پانی کے ملنے سے ہر چیز کی افزائش ہوتی ہے +
دھرت = دھرتی +
مہتؔ = بڑی (ساچو مان مہتُ تو آپے دیو تہار۔ سری آسا محلہ پہلا)
دِوس = دِن +
واچے = وہ مُنصف اپنے سامنے پڑتال کرتا ہے +
دُہِہ = دونوں + سگل = تمام + کرمی = اعمال سے +
دھائیا = وِرد۔ سمرن +
مسقت = محنت ۔ مشقت +
مُکھ = چہرے +
اُجلے = پُرنُور +

سلوک

۱۔ ہوا مُرشد ہے (جیسے کہ ہوا کا صدقہ زندگانی ہے۔ اُسی طرح مرشد کامل انسانی بقا سنوارنے کے لئے ہے) اور پانی باپ اور دھرتی جس کا بہت بڑا پھیلاؤ ہے۔ ماں کے سمان ہے۔

۲۔ دن اور رات دونو دائی کے مانند ہیں جن کی آغوش میں سنسار کے سب کام کاج چل رہے ہیں۔

۳۔ انسان کے اچھے اور بُرے اعمال کی جانچ پڑتال (دھرم کا سچّا منصف) دھرم راج کے سامنے اُس کے دربار میں ہوتی ہے۔

۴۔ اپنے اعمال کے مُوجب اُس (اکال پُرکھ) کے پاس اور کئی اُس سے دُور ہو جاتے ہیں۔

۵۔ جنھوں نے اُس کے سچّے نام کا دل وجان کی اُلفت سے وِرد کیا اُن کی محنت و مشقت اُس کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔

۶۔ اے نانک! اُن کے چہرے پُرنور ہوئے اور اُن کے ساتھی بھی اُس (اکال پُرکھ) کی رحمت سے فیض یاب ہو گئے۔


